الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 26 | جمعۃ المبارک 08 مارچ 2019ء | 30 جمادی الثانی 1440 ہجری قمری ❁ 08 امان 1398 ہجری شمسی | شمارہ 10

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہؓ قرض چھوڑ کر جنگ اُحد میں شہید ہو گئے اور قرض اتارنے کے لئے کھجوروں کی کئی سال کی فصل بھی ناکافی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری درخواست پر تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیروں کے گرد دعا کی اور آپؐ کی دعا کی برکت سے سارا قرض ادا ہو گیا اور کھجوریں بچ بھی گئیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتان۔ حدیث نمبر 3747)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب گرامی جو حضور علیہ السلام نے قاضی عبدالمجید صاحب مرحوم سالٹ انسپکٹر کے نام رقم فرمایا تھا اور الفضل قادیان دارالامان، 22 جولائی 1943ء میں شائع ہوا تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آپ کا خط پہونچا۔ خدا تعالیٰ آفات دین و دنیا سے محفوظ رکھے آمین۔ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔ **جس کسی شخص پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو اس کی یہ علامت نہیں ہے۔ کہ وہ بہت دولت مند ہو جاتا ہے۔ یا دنیوی زندگی اس کی بہت آرام سے گزرتی ہے۔ بلکہ اس کی یہ علامت ہے۔ کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے فعل اور قول کے وقت ڈرتا ہے۔** اور سچی تقویٰ اس کے نصیب ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضی کی راہوں پر چلا دے۔ اور دنیا و آخرت کے عذاب سے بچاوے آمین باقی سب خیریت ہے والسلام مرزا غلام احمد"

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 18 تا 28 فروری 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیہ قارئین ہے:

❁…**18 فروری بروز سوموار**: حضور انور نے نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم محمد نعیم خان صاحب۔ لندن یوکے کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 8 مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

☆…آج حضور انور نے نماز مغرب کے بعد اپنے دفتر سے دعاؤں کے ساتھ عزیزہ قدسیہ داؤد بنت مکرم مبشر احمد صاحب مرحوم کی رخصتی فرمائی۔ عزیزہ کی شادی مکرم عمار احمد صاحب لندن کے ساتھ طے پائی ہے۔

❁…**20 فروری بروز بدھ**: حضور انور نے نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم شیخ عبدالحمید صاحب ٹوٹنگ یوکے کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔

❁…**22 فروری بروز جمعۃ المبارک**: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایک زبردست نشان، ایک عظیم الشان فرزند، مصلح موعود کی پیدائش کی پیشگوئی کا تذکرہ فرمایا اور اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح سے دلنشین واقعات بیان

…باقی صفحہ 10 پر…

یوم مصلح موعود کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور آپؑ کی صداقت کے عظیم الشان نشان پیشگوئی مصلح موعودؓ اور اس کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی درخشندہ سیرتِ مبارکہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 فروری 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت محترم فیروز عالم صاحب کے حصہ میں آئی۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر میں یومِ مصلح موعود کے حوالہ سے ہونے والے جلسوں کا تذکرہ فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے حوالے سے ہو رہے ہیں جس میں 20 فروری 1886ء کو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک موعود بیٹے کی خبر دی تھی۔ اس بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ اسے خاص خصوصیات کا حامل بنائے گا۔ وہ دین کا خادم ہوگا۔ لمبی عمر پائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے چلائے گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور آپؑ کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ چنانچہ جو اس موعود بچے کی پیدائش مقررہ میعاد کے اندر 12 جنوری 1889ء کو ہوئی اور اس کا نام مرزا بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال کے بعد خلافت کی رداء پہنائی۔

حضورِ انور نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس پیشگوئی کی اہمیت اور اس کی سچائی کا تذکرہ فرمایا اور پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے آپؓ کے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کے بارہ میں ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ پیشگوئی ایک بیٹے کی پیدائش کی نہیں تھی بلکہ ایک ایسے عظیم الشان فرزند کی ولادت کی پیشگوئی تھی جس کے آنے سے ایک روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جانے والی تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف تبلیغ رسالت کے اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی معمولی روح نہیں مانگی گئی تھی بلکہ ایک نشان مانگا گیا تھا جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی۔ ایک ایسے فرزند جلیل کی خبر دی گئی جو عمر پانے والا ہوگا۔ نہایت ذکی اور فہیم ہوگا۔ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہوگا اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائے گا کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ وہ عالم کباب ہوگا یعنی اس

…باقی صفحہ 2 پر…

اس شمارہ میں:

☆…گلاب سے اے دلبرم (02) ☆…کیا دنیا کے امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے؟ (03) ☆…بنگلہ دیش میں شر پسند مخالفین کی طرف سے احمدیوں کے گھروں، دُکانوں پر حملہ (4) ☆…خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 فروری 2019ء (05) ☆…مختصر عالمی جماعتی خبریں (10) ☆…حضورِ انور کا دورہ امریکہ 2018ء (11) ☆…پنڈت لیکھرام کی ہلاکت (13) ☆…جماعت احمدیہ فرانس کا 26 واں جلسہ سالانہ۔ انصار اور لجنہ کے اجتماعات کی رپورٹ (15) ☆…خطبہ نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (17) ☆…تعارف کتاب 'انوارِ خلافت' (21) ☆…الفضل ڈائجسٹ (22) ☆…جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء کے دوسرے روز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب (24)

بقیہ از صفحہ نمبر 1 کے دورِ حیات میں ایسی عالمگیر تباہیاں آئیں گی جو سب دنیا کو بھون کر رکھ دیں گی۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایسی عالمگیر تباہیاں جنگوں کی صورت میں بھی آئیں اور آفات کی صورت میں بھی آئیں۔ پھر شہرت پانے کا جہاں تک تعلق ہے آپؓ نے اپنی زندگی میں دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچا کر زمین کے کناروں تک شہرت بھی پائی اور اس پیشگوئی کے حوالہ سے یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے حضرت مصلح موعود کی سیرت و سوانح کے حوالہ سے کچھ باتیں بیان فرمائیں۔

سب سے پہلے آپؓ کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گھر میں تعلیم دینے کے لئے پیر منظور محمد صاحبؓ اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے آپ کو کچھ دیر بالترتیب اردو اور انگریزی پڑھائی۔ حضورِ انور نے 'سوانح فضل عمرؓ' کے حوالہ سے حضرت مصلح موعود کے اپنے الفاظ میں اس تمام امر کی تفصیل بیان فرمائی۔ حضورؓ کی صحت چونکہ بچپن سے ہی بہت کمزور تھی اور آپ زیادہ دیر تک کتاب کو دیکھ نہ سکتے تھے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ جو آپ کے استاد بھی تھے کا طریق یہ تھا کہ آپؓ کو اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے 'میاں میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔' حضور کی آنکھوں پر بیماری کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ حضور کی بائیں آنکھ کی بینائی بہت کم رہ گئی تھی۔ چنانچہ حضورؓ خود فرماتے ہیں کہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں راستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا پہچانا ہوا ہو تو میں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آ سکتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضورؓ کے اساتذہ سے فرما دیا کہ 'پڑھائی اس کی مرضی پر ہوگی یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے۔ اگر نہ پڑھے تو اس پر زور نہ دیا جائے کیونکہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ یہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔'

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر پر زور دیتے کہ حضرت میاں صاحبؓ قرآن کریم کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) سے پڑھ لیں۔ اس کے علاوہ حضورؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ 'کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے۔' حضورِ انور نے حضرت مصلح موعودؓ کے حساب کے استاد ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ کو شکایت لگانے کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپؓ کبھی مدرسہ آجاتے ہیں اور کبھی نہیں آتے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ 'یہ بڑی اچھی بات ہے کبھی کبھی چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔'

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی آنکھوں کی تکلیف کے علاوہ تلی بھی بڑھ گئی تھی اور ٹانسلز بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بخار بھی آتا تھا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا۔

اس کے بعد حضورِ انور نے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کے حضرت مصلح موعود کے بچپن میں ان کا اردو کے خط کا امتحان لینے اور پھر جوش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچنے کا واقعہ بیان فرمایا۔ جس پر حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بلوایا اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کو چند سطور لکھ کر نقل کرنے کے لئے دیں جسے حضورؓ نے آہستہ آہستہ اور احتیاط سے نقل کر دیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے 'مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔'

حضرت خلیفہ اولؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعظیم میں زور دے کر پہلے حضرت مصلح موعودؓ کو تین مہینے میں قرآن پڑھایا اور پھر بخاری بھی پڑھا دی۔ اسی طرح طب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے ماتحت حضورؓ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے شروع کر دی۔ غرض حضورؓ کو حضرت مولوی صاحبؓ سے طب، قرآن کریم کی تفسیر، بخاری اور چند عربی رسالے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی کُل دنیاوی تعلیم یہی تھی لیکن آپؓ کی تقاریر، آپؓ کے خطابات، آپؓ کی تصانیف آپؓ کی تفسیر قرآن اس بات کی گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا۔ یقیناً یہ اس پیشگوئی کی سچائی کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی پہلی پبلک تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں 1906ء کے جلسہ سالانہ پر کی۔ اس تقریر کے علم و معرفت کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ حضورِ انور نے حضرت قاضی ظہور الدین اکملؓ کا اس معرکۃ الآراء تقریر پر تبصرہ بیان فرمایا نیز فرمایا کہ اس زمانے میں آپؓ کی دینی سرگرمیاں اور جوش اور ذہنی و روحانی نشو و نما یہ بتا رہی تھی کہ پیشگوئی کے الفاظ کہ 'وہ جلد جلد بڑھے گا' کے آپؓ ہی مصداق بننے والے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی دینی جوش کو محسوس فرمایا۔ آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ 'میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔' حضورِ انور نے فرمایا کہ حضورؑ یقیناً یہ دعا اس لئے کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اسے وہی موعود بیٹا بنا دے اور اس پر اپنے فضلوں کی بارش کو تیز تر کر دے اور تمام خوشخبریاں اس کے حق میں پوری ہوں۔

حضورِ انور نے سوانح فضل عمر کے حوالہ سے حضورؓ کی صغر سِنی سے ہی تقریر و تحریر میں موجود پختگی کا ذکر فرمایا۔ پھر امرتسر سے قادیان آ کر ایک ہفتہ رہنے والے ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب کے تاثرات بیان فرمائے۔ اور پھر حضورؓ کی بچپن کی عبادتوں کے بلند معیار کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے الفاظ بیان فرمائے کہ ایک مرتبہ دس سال کی عمر میں حضور مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز میں کھڑے تھے اور پھر سجدہ میں بہت رو رہے تھے۔

پھر ایک نومسلم عابد و زاہد اور صاحب کشف و الہام بزرگ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ کا بیان کردہ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے رات مسجد مبارک میں عبادت کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہاں کوئی پہلے سے تضرع اور ابتہال اور الحاح سے دعاؤں میں مگن ہے۔ اس کی دعاؤں میں اِس قدر تڑپ تھی کہ اِن پر بھی اثر طاری ہونے لگا اور انہوں نے دعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے۔ بہت دیر بعد جب اس شخص نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ حضرت میاں محمود احمد صاحبؓ ہیں۔ حضرت شیخ صاحبؓ نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپؓ نے فرمایا کہ 'میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔'

حضورِ انور نے اپنے خطبہ جمعہ کے اختتام پر تشحیذ الاذہان میں موجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک پُر اثر، جامع اور مفصل دعا کا ذکر فرمایا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ دعا 1909ء کی دعا ہے جبکہ حضورؓ کی عمر صرف 20 سال تھی۔ اس وقت بھی آپؓ کے دل میں دین کے لئے اور قوم کے لئے ایک درد تھا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے اوپر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانے اور آپؐ کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے رات دن ایک کر کے اور اپنے عہد کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے۔ اور ہمیں آپؓ کی اس درد بھری دعا کو سمجھنے اور کرنے اور احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

گلاب سے اے دلبرم

سُخنوروں کے شہر میں — وہ باسُخن کمال است
گلاب تو ہزار ہیں — وہ گُل بدن کمال است
مرے لئے وہی تو ہے — متاعِ جاں جمالِ زیست
سنو اگر نہیں ہے وہ — مرے لئے جہان نیست
سُنو گے اس کی گفتگو — کہو گے بات ختم شُد
ملے جو آفتاب سے — کہو گے رات ختم شُد
یونہی عطا نہیں ہوا — اسے مقام دلبری
مجھے دکھاؤ نہ کبھی — کرے جو اس کی ہمسری
اُسی پہ جاں فریفتہ — یہ دل بصد نیاز ہے
دُعا دُعا سا شخص وہ — جو سر تا پا نماز ہے
اے شاہ گُل مرے لئے — تری رضا ہے تاج و تخت
یہی ہے میری داستاں — یہی ہے میری سرگزشت
تو پیار سے جو دیکھ لے — تو ساغر و شراب کیا
ہو محو گفتگو جو تو — تو نغمہ و رُباب کیا
دِلم ہے درِ فراق تُو — جوں طفلِ اشکبار ہو
آذاں کے انتظار میں — جوں گوشِ روزہ دار ہو
اگر ملے نہ یار تو — گُہر تمام سنگ و خِشت
کہ عاشقوں کے واسطے — وصالِ یار ہے بہشت
سدا رہے تو شادماں — گلاب سے اے دلبرم
میں اپنا حال کیا کہوں — میں جان و دل سے تُو شُدم

(مبارک صدیقی)

حضرت مصلح موعودؓ کا معرکۃ الآراء لیکچر

کیا دنیا کے امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے؟

(فرمودہ 15 فروری 1920ء بمقام بریڈلا ہال لاہور)

قسط نمبر 2

اب میں مضمون کے دوسرے حصہ کی طرف آتا ہوں کہ اس دنیا میں امن مسیحیت کی تعلیم پر عمل کرنے سے قائم ہوسکتا ہے یا اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے سے؟ مسیحیت کا بہت بڑا مدار بائبل کے پہاڑی وعظ پر ہے جو متی کی انجیل کے پانچویں باب سے شروع ہو کر ساتویں باب تک چلی گئی ہے اور مسیحی صاحبان بہت زور دیا کرتے ہیں کہ یہ ایسی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے کہ ایسی اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اس کے متعلق ہم دیکھیں گے کہ کیا انجیل کی یہ تعلیم ایسی ہے کہ جو اسلام میں نہیں ملتی یا امن قائم کرسکتی ہے؟ اگر ایسی ثابت ہوجائے تو ہم اسے لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر انجیل میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو فتنہ وفساد کا موجب ہوسکتی ہیں اور ایسی باتیں ہیں کہ ان سے اچھی اسلام میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان اسلام کو چھوڑ کر اسے قبول کرلے۔ اس صورت میں تو اگر مسٹر لائڈ جارج خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور دنیا میں امن قائم کرنے کے خواہش مند ہیں تو ان کو ہماری آواز پر لبیک کہنا چاہیے نہ کہ ہمیں ان کی آواز پر لبیک کہنے کی ضرورت ہے۔ یہ آوازوں کا مقابلہ ہے اس لئے جس کی صدا میں صداقت پائی جائے اسی کو قبول کرنا چاہیے اور ہم چونکہ اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اسلام ہی کی تعلیم پر چل کر خدا تعالیٰ کا قرب اور دنیا کا امن و امان حاصل ہوسکتا ہے اس لئے یہی ماننا چاہیے کہ اسلام خدا کا سچا مذہب ہے اور اسی کو قبول کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ اسلام کی تعلیم ایسی نہیں ہے بلکہ اس کے مذہب کی تعلیم میں یہ صفت پائی جاتی ہے تو ہم اس مذہب کو اختیار کرلیں گے۔ لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے تو ہم اسلام کی جو تعلیم پیش کرتے ہیں اس پر غور کرے۔ پس ہم اسلام کی اعلیٰ تعلیم کو پیش کر کے سمجھ دار لوگوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کو قبول کریں گے۔

اب میں عیسائیت کی تعلیم کا مقابلہ اسلام کی تعلیم سے کر کے بتاتا ہوں کہ کون سی تعلیم اعلیٰ ہے اور کس پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ سب سے زیادہ زور انجیل کی اس تعلیم پر دیا جاتا ہے کہ ’’شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔‘‘ (متی باب 5 آیت 39-42)

عیسائی صاحبان کہتے ہیں دیکھو کیسی اعلیٰ تعلیم ہے اگر لوگ اس پر عمل کریں تو پھر دنیا میں کیونکر فساد ہوسکتا ہے۔ فساد تو اس لئے ہوتا ہے کہ ایک دوسرے پر سختی کرتے ہیں لیکن اگر لوگ ایسے نرم ہوجائیں کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو اس کے آگے دوسرا بھی کردیں، جو کرتا لینا چاہے اسے چوغہ بھی دے دیں، جو ایک کوس بیگار لے جانا چاہے اس کے ساتھ دو کوس چلے جائیں تو دنیا میں امن ہی امن ہوجائے۔ یہ تعلیم بظاہر تو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے گو یہ عجیب بات ہے کہ کہا گیا ہے جو ایک کوس بیگار لے جانا چاہے اس کے ساتھ دو کوس چلے جانا چاہیے۔ اب جو شخص ایک کوس بیگار لے جانا چاہے گا وہ اسی لئے لے جائے گا کہ اسے اتنی ہی دور لے جانے کی ضرورت ہوگی لیکن اگر بیگاری اس سے ایک کوس اور آگے چلا جائے گا تو یہ تو بیگار پکڑنے والے کیلئے مصیبت ہوجائے گی کیونکہ بیگاری اصل جگہ سے آگے لے گیا۔ اس کی بجائے تو اگر وہ نہ جاتا تو اچھا ہوتا۔ خیر اس کو ہم جانے دیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا اس تعلیم پر عمل کرنے لگے تو امن کیسا۔ سخت فساد اور فتنہ برپا ہوجائے۔ اس وقت مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ اس سے بخوبی اس تعلیم کی حقیقت سمجھ میں آسکتی ہے۔ ایک دفعہ مصر میں ایک پادری صاحب وعظ کر رہے تھے اور نرمی کی تعلیم پر بہت زور دے رہے تھے کہ ایک مسلمان نے

یہ آوازوں کا مقابلہ ہے اس لئے جس کی صدا میں صداقت پائی جائے اسی کو قبول کرنا چاہیے اور ہم چونکہ اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اسلام ہی کی تعلیم پر چل کر خدا تعالیٰ کا قرب اور دنیا کا امن و امان حاصل ہوسکتا ہے اس لیے یہی ماننا چاہیے کہ اسلام خدا کا سچا مذہب ہے اور اسی کو قبول کرنا چاہیے۔

جس نے انجیل کا یہ حوالہ پڑھا ہوا تھا تجربہ کیلئے آگے بڑھ کر پادری صاحب کو ایک زور کا تھپڑ مارا۔ اس پر جب پادری صاحب بھی اس کو مارنے کیلئے تیار ہوئے تو اس نے کہا پادری صاحب! یہ کیا؟ بائبل میں تو لکھا ہے کہ اگر کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ اب لاؤ تمہارے دوسرے گال پر تھپڑ ماروں۔ اس پر پادری صاحب نے کہا کہ اس وقت میں بائبل کی تعلیم پر عمل نہیں کروں گا بلکہ قرآن کی تعلیم پر عمل کروں گا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عیسائیت کی اس تعلیم پر کہاں تک عمل ہوسکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو امن قائم نہیں ہوتا بلکہ ظلم کی اور تحریک ہوتی ہے۔ یہ تعلیم صرف پیش کرنے کیلئے ہی ہے عمل کرنے کیلئے نہیں ہے۔ چنانچہ آج تک کبھی اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس جنگ میں جو یورپ میں ہوئی ہے دہریوں نے اس تعلیم پر بڑے بڑے سخت اعتراض کئے اور لکھا کہ جب بائبل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کرتا لینا چاہے تو اسے چوغہ بھی دے دینا چاہیے تو جب جرمنی نے بیلجیئم پر حملہ کیا تھا اس وقت اسے فرانس بھی دے دینا چاہیے تھا۔ اس کے جواب میں پادریوں نے یہی کہا کہ یہ تعلیم سیاست کے متعلق نہیں ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں جب یہ تعلیم ایک جگہ نہیں چلی تو دوسری جگہ کیا چلے گی۔ پھر ہم کہتے ہیں فرداً فرداً کہاں اس پر عمل ہوتا ہے۔ اگر آج ہی کوئی عیسائیوں کے پاس چلا جائے اور ان کے کپڑے اتارنا شروع کردے تو کیا امن قائم رہ سکتا ہے؟ رحم، عفو اور معافی اچھی چیز ہے لیکن ہر سخنے وقتے ہر نقطہ مقامے دارد کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ جب رحم کا وقت ہو اس وقت رحم کیا جائے اور جب سختی کا وقت ہو اس وقت سختی کی جائے تب امن قائم ہوسکتا ہے۔ ایک شخص سے اگر کوئی غلطی ہوجاتی ہے اور وہ سچے دل سے تائب ہوتا ہے اس وقت اگر کوئی اسے پکڑتا اور سزا دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کی رحم کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص چور کو پکڑ کر یونہی چھوڑ دیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اوروں کو نقصان پہنچانے کی اس چور کو تحریک کرتا ہے۔ اس چور پر تو رحم ہوگا مگر اس طرح وہ اس کو بیواؤں اور ایسے لوگوں کے گھروں کو لوٹنے کی تحریک کرتا ہے جن کا کوئی پاسبان نہیں ہوتا۔ تو یہ رحم نہیں بلکہ بہت سے لوگوں پر ظلم ہوگا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ انجیل کی یہ تعلیم ہرگز عمل کے قابل نہیں ہے۔ اور اگر اس پر عمل کیا جائے تو تھوڑے ہی دنوں میں لوگوں کی زندگی محال ہوجائے گی بلکہ کوئی زندہ نہیں رہ سکے گا۔ پس یہ ایسی تعلیم ہے کہ جس پر نہ حکومتیں عمل کرسکتی ہیں اور نہ کوئی اور۔ مثلاً بینک والے ہیں ان کا اگر کوئی روپیہ کھا جائے اور وہ اسے اور بھیج دیں کہ یہ بھی لے لو تو کیا اس طرح ان کا کاروبار چل سکتا ہے؟ یا مثلاً اگر چور کسی کی بھینس لے جائے اور پولیس اس کے پیچھے دوڑی دوڑی جائے اور کہے کہ گھوڑا بھی لے جاؤ تو امن قائم رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ میرے خیال میں اگر اس تعلیم پر ایک ہی مہینہ عمل کیا جائے تو دنیا کی ایسی ابتر حالت ہوجائے جیسی آج سے ہزاروں سال پہلے بھی نہ تھی۔

اب اس کے مقابلہ میں دیکھئے اسلام کیا کہتا ہے۔ اسلام کہتا ہے وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا (الشوریٰ:41) کہ بدی کی اتنی ہی سزا دینی چاہیے جتنی کہ بدی ہو۔ لیکن جو شخص کسی کی بدی کو معاف کردے اور معاف کرنے میں یہ بات مدنظر ہو کہ اس طرح اس کی اصلاح ہوجائے گی کوئی فتنہ اور شر پیدا نہیں ہوگا تو اس کو اللہ بہت انعام دے گا۔ لیکن اگر کوئی کسی کو اس صورت میں معاف کردے کہ جس میں فتنہ بڑھے تو یہ ظلم ہوگا ایسے شخص کو خدا معاف نہیں کرے گا۔

اب دیکھو یہ کیسی اعلیٰ تعلیم ہے اسلام کہتا ہے جتنی کسی نے بدی کی ہو اتنی ہی اسے سزا دو۔ اب کوئی بتائے اس تعلیم پر کیا اعتراض پڑسکتا ہے۔ دنیا کے کسی ملک اور کسی موقع پر اس پر عمل کر کے دیکھ لو یقینی طور پر اس کا اچھا ہی نتیجہ نکلے گا۔ دنیا کی سلطنتوں اور حکومتوں کے جتنے آئین اور قوانین بن رہے ہیں وہ سب اسی اصل پر قائم ہیں کہ ہر مجرم کو سزا دینی چاہیے اور اس وقت تک معاف نہ کرنا چاہیے جب تک اسے معاف کرنے سے فائدہ نہ ہو اور کسی قسم کے نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ اور اگر نقصان ہوتا ہو تو معاف نہیں کرنا چاہیے اور یہی اسلامی تعلیم ہے۔

اب دوسری بات کو لیتے ہیں انجیل کہتی ہے کہ تو اپنے بھائی پر بے سبب غصہ نہ ہو۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پہلی تعلیم جس طرح آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے غلط ہے اور صرف اپنے خاص وقت کے لئے تھی اس طرح یہ نہیں ہے بلکہ یہ اس وقت بھی اچھی تعلیم تھی اور اب بھی اچھی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ تعلیم اسلام میں بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے اور اس سے بہتر ہے تو مسلمان عیسائیت کو کیوں قبول کریں بلکہ عیسائیوں کا فرض ہے کہ اسلام کو قبول کریں۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (آل عمران:135) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ہر دکھ اور تکلیف کے وقت اور پھر وہ لوگ جو اپنے غصوں کو دباتے ہیں اور لوگوں سے عفو کرتے ہیں اللہ ایسے احسان کرنے والے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اب دیکھو مسیحیت کی تو یہ تعلیم ہے کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ نہ ہو مگر اسلام کہتا ہے کہ بعض موقعوں پر باسبب بھی غصہ نہ ہونا چاہیے۔ بے سبب اور بلاوجہ غصہ ہونا تو جنون کی علامت ہوتی ہے اور کوئی پاگل ہی بلاسبب غصہ ہوتا ہے۔ مگر اسلام کا یہ حکم ہے کہ باسبب غصہ کو بھی دباؤ اور نہ صرف اپنے بھائی کے متعلق ایسا کرو بلکہ سب کیلئے اسی طرح کرو۔ یہ تعلیم عیسائیت کی تعلیم سے بہت بڑھ کر ہے اور اس پر عمل کرنے سے بہت زیادہ امن قائم ہوسکتا ہے مگر اسلام اسی پر بس نہیں کرتا کہ غصہ کو دبانے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ غصہ کو دل سے ہی نکال دو۔ ایک شخص نے تمہارا قصور کیا ہے اور تم اس پر غصہ ہونے میں حق بجانب ہو لیکن اگر فتنہ وفساد اور شر نہ بڑھے تو تم اس کو معاف کردو۔ یہ عیسائیت کی تعلیم سے بڑھ کر ہے۔ پھر فرمایا اس سے بڑھ کر درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی تم پر زیادتی کرتا ہے مگر اس کو سزا دینی ضروری نہیں تو اس پر احسان کرو تا کہ وہ آئندہ تم سے دشمنی کرنا چھوڑ دے اور اپنے دل کو تمہاری دشمنی کی وجہ سے خراب نہ کرے کیونکہ جب تم اس کی بدی کے مقابلہ میں اس سے نیکی کروگے تو اس کا اس پر اثر پڑے گا اور وہ آئندہ تم سے دشمنی کرنا چھوڑ دے گا۔ اب اس تعلیم کو مسیحیت کی تعلیم کے مقابلہ پر رکھ کر دیکھو کہ کون سی اعلیٰ ہے اور کس سے امن قائم ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مسیحیت کی بھی یہ تعلیم اچھی ہے اور اس سے امن قائم ہوتا ہے مگر اس سے اسلام کی یہ تعلیم ہزاروں درجہ بڑھ کر ہے۔

ہمارے ہاں اس تعلیم کی عملی مثال موجود ہے۔ حضرت حسنؓ کے ایک غلام تھے جن سے کوئی نقصان ہوگیا۔ انہوں نے حضرت حسنؓ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ غصہ کی علامات پائی جاتی ہیں۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ۔ حضرت حسنؓ نے کہا میں نے غصہ پی لیا۔ غلام نے کہا وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ حضرت حسنؓ نے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے کہا ...باقی صفحہ 10 پر...

بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے پُرامن اور مثالی شہریوں کی املاک پر شرپسند ملاؤں کا حملہ، متعدد گھروں اور دکانوں کو لوٹ کر نذرِ آتش کر دیا گیا،

21 سے زائد افراد زخمی، 2 کی حالت نازک

(بنگلہ دیش، مولانا صالح احمد) 12 فروری 2019ء کو لاٹھیوں اور دیگر دیسی ہتھیاروں سے لیس شر پسندوں کے جتھوں نے احمدنگر (بنگلہ دیش) میں جامع مسجد اور احمدی گھروں پر حملہ کر دیا۔ شر پسندوں نے سات احمدی گھروں اور چار دکانوں کو لوٹا اور انہیں نذر آتش کر دیا نیز انیس گھروں میں توڑ پھوڑ کی۔ اس تمام واقعہ میں اکیس سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ کچھ افراد کو معمولی زخم آئے جنہیں مرہم پٹی کے بعد گھر بھجوا دیا گیا جبکہ پانچ افراد کو ہسپتال میں داخل کرلیا گیا۔ ان میں سے دو احباب جناب نذیر احمد صاحب اور خیر العالم صاحب کی حالت تشویشناک ہے۔ انہیں پہلے رنگپور اور پھر ڈھاکہ منتقل کیا گیا۔

پنچوگڑھ شہر کے قریب دو گاؤں ’احمدنگر‘ اور ’شالشیر بی‘ میں احمدیوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہے۔ ان دونوں گاؤں سے تعلق رکھنے والے احمدی گزشتہ ستر سال سے غیر احمدی بھائیوں کے

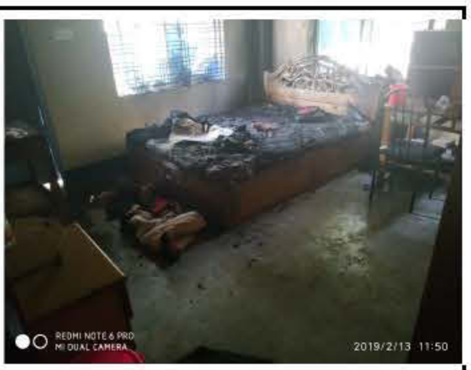

ساتھ صلح اور آشتی کے ساتھ رہتے چلے آرہے ہیں۔ انیس سو ساٹھ کی دہائی سے جماعت احمدیہ احمدنگر کے ممبران یہاں اپنی جگہ پر جلسہ کرتے آرہے ہیں۔ اس جلسہ میں بنگلہ دیش بھر سے احمدی شرکت کرتے ہیں نیز مقامی انتظامیہ کے افسران، مقامی ممبر آف پارلیمنٹ، یونین کونسل کے چیئرمین وغیرہ کے علاوہ مقامی اشرافیہ سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شرکت کرتے ہیں اور اپنی طرف سے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار بھی کرتے آرہے ہیں۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک عرصہ سے ڈھاکہ میں ہورہا تھا۔ لیکن جگہ چھوٹی پڑ جانے کی وجہ سے امسال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت احمدنگر میں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی منظوری عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ اور جلسہ سالانہ کے لئے 22، 23 اور 24 فروری کی تاریخیں طے پائیں۔

احمدنگر میں جلسہ کے لئے ایک وسیع قطعہ بھی خرید کیا گیا ہے۔ جبکہ جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کی وسیع عمارت بھی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

بنگلہ دیش کی تنظیم تحفظ ختم نبوت کے ایک حصہ کے سربراہ مفتی نور حسین نورانی نے ’حفاظت اسلام‘ کے منتظم بابونگری کے ساتھ مل کر پنچوگڑھ میں ہونے والے سالانہ جلسہ کو بند کروانے کا پروگرام بنایا اور ہم نوا ملاؤں سے رابطہ کر کے ’’شوملیتو ختم نبوت سونگروکھن پریشد پنچوگڑھ‘‘ یعنی ’جمعیت حفاظت ختم نبوت پنچوگڑھ‘ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اس کے بعد اس نے بڑی تیزی سے پنچوگڑھ اور اس کے ارد گرد کے ضلعوں میں میٹنگز کیں، جلوس نکالے، پوسٹرز لگائے اور لیف لیٹس تقسیم کیے۔ ساتھ اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ ’ہم کسی قیمت پر قادیانیوں کا اجتماع نہیں ہونے دیں گے اور قادیانیوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔‘ علاوہ ازیں 21 تا 25 فروری کی تاریخوں میں ہمارے جلسہ گاہ کے قریب ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان بھی کیا۔

صورتحال کی پیچیدگی کو دیکھتے ہوئے جماعت کے ذمہ دار افراد نے حکومتی انتظامیہ سے رابطہ کیا جس پر انتظامیہ نے ملاؤں کو کہا کہ چونکہ احمدیوں نے پہلے سے اجازت لی ہوئی ہے اس لئے آپ لوگ اپنا جلسہ اَور تاریخوں میں کرلیں، احمدیوں کا جلسہ مقررہ تاریخوں پر ہی ہوگا۔ جماعت احمدیہ کا یہ

طریق ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتی۔ چنانچہ امن و امان کی صورتحال کو برقرار رکھنے کے لئے جماعت کے ذمہ دار افراد قانون نافذ کرنے والے اداروں سے رابطہ میں رہے اور ان سے ہر ممکنہ تعاون کیا گیا۔

6 ؍فروری کو ڈسٹرکٹ کمشنر نے مقامی انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے نمائندگان کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کی مرکزی ٹیم کے ساتھ ایک میٹنگ کی۔ جماعت کے نمائندگان نے اپنا موقف بیان کیا کہ ہم اپنا جلسہ ہمیشہ کی طرح امن و امان کے ساتھ منعقد کرنا چاہتے ہیں اور ان سے تعاون کی درخواست کی۔ انتظامیہ کو بعض وزراء کی جانب سے یقین دہانی کروائی گئی کہ احمدی پرامن لوگ ہیں اس لئے ان کے جلسہ کو پرامن طریق پر منعقد کروانے کے لئے تعاون کیا جائے۔

11 ؍فروری کو ڈسٹرکٹ کمیشنر نے دوبارہ ایک میٹنگ بلائی جس میں جماعت احمدیہ اور ملّاں دونوں کی جانب سے پانچ پانچ افراد کو دعوت دی گئی۔ اس میٹنگ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اعلیٰ حکام، پریس کلب کے صدر، یونین کونسل کے چیئرمین اور ممبران نیز سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے دیگر ممبران بھی شامل تھے۔ میٹنگ میں مخالفین احمدیت نے اپنا موقف واضح طور پر بیان کیا کہ انہوں نے یہ سب فتنہ احمدیوں کے جلسہ کو روکنے کے لئے

کھڑا کیا ہے۔ شاملین میٹنگ کے سامنے وہ اپنی بعض باتوں میں جھوٹے بھی ثابت ہوئے۔ یہاں پر بھی یونین کونسل کے چیئرمین و ممبران اور سول سوسائٹی کے افراد نیز پریس کے نمائندوں نے احمدیوں کے امن پسند ہونے کے بارہ میں بیان دیا اور جلسہ کے انعقاد کرنے کے حق میں بات کی۔ چنانچہ ایک لمبی میٹنگ کے بعد حکام نے جماعت کے سامنے شرط رکھی کہ آپ لوگ جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کم کریں۔ اس پر جماعت نے اسے تسلیم کیا۔ حکام کے کہنے پر ملاں نے بھی اقرار کیا کہ وہ جلسہ کے انعقاد میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں کریں گے اور ایک تحریری معاہدہ پر دستخط کیے۔

اس میٹنگ کے ختم ہونے کے فوراً بعد ’پنچوگڑھ جوبو سماج‘ یعنی ’نوجوانان پنچوگڑھ‘ نامی ایک نام نہاد تنظیم ملاں کی جانب سے معرض وجود میں لائی گئی اور اس نے ایک جلوس نکال کر بیان دیا کہ ہم اس معاہدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم کسی طور پر جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔ نیز ان شر پسندوں نے ’قادیانیوں کو قتل کرو‘ اور اس قسم کے مختلف اشتعال انگیز نعرے بھی لگائے۔ اس گروہ نے نفرت پھیلانے کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال بھی کیا۔ بعد میں ملاؤں کی پارٹی ’عوامی علماء لیگ‘ بھی اس میں شامل ہوگئی۔

12 فروری کو ڈسٹرکٹ کمشنر نے دوپہر کو دوبارہ جماعت کے وفد کو بلایا اور میٹنگ کی۔ اس نے اس وفد کو شام کو واپس آنے کا کہا۔ جماعتی وفد شام کو ڈسٹرکٹ کمشنر کے ہاں پہنچا تو اس میٹنگ میں تحفظ ختم نبوت کے ملّاں، نوجوانان پنچوگڑھ، عوامی علماء لیگ، تنظیم محافظ ایمان وعقیدہ، کے نمائندگان، یونین کونسل کے چیئرمین اور ممبران اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے افراد موجود تھے۔

ابھی یہ میٹنگ جاری تھی کہ لاٹھیوں اور دیگر دیسی ہتھیاروں سے لیس شر پسندوں کے جتھے مختلف اطراف سے احمدنگر جامع مسجد اور احمدی گھروں پر حملہ آور ہوگئے۔ شر پسندوں نے سات احمدی گھروں اور چار دکانوں کو لوٹا اور انہیں نذر آتش کر دیا نیز انیس گھروں میں توڑ پھوڑ کی۔ اس تمام واقعہ میں اکیس سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ کچھ افراد کو معمولی زخم آئے جنہیں مرہم پٹی کے بعد گھر بھجوا دیا گیا جبکہ پانچ افراد کو ہسپتال میں داخل کرلیا گیا۔ ان میں سے دو احباب جناب نذیر احمد صاحب اور خیر العالم صاحب کی حالت تشویشناک ہے۔ انہیں پہلے رنگپور اور پھر ڈھاکہ منتقل کیا گیا۔

اگرچہ تھانہ میں بار بار فون کیا گیا اور ڈسٹرکٹ کمشنر کے پاس موجود نمائندگان بھی انتظامیہ کو صورتحال سے آگاہ کرتے رہے اس کے باوجود شدّت پسند دو گھنٹے تک تمام کارروائی کرتے رہے اور پولیس بروقت احمدنگر نہ پہنچ سکی! مخالفین نے درخت کاٹ کر راستہ بھی بند کر دیا تھا۔

اس حملہ میں جامع مسجد کے بعض شیشے اور گیٹ کو نقصان پہنچا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ گاہ اور دیگر جماعتی املاک حملہ کے بداثرات سے محفوظ رہیں۔

اس حملہ میں متاثر ہونے والے افراد میں جناب شہاب الدین منشی، جناب ابو محسن موڑول، جناب جہانگیر عالم، جناب محی الدین احمد، جناب غازی صلاح الدین، جناب مطالب خان، جناب رقیب حسین، جناب ابو الحسین ماسٹر، مسز سپنا مہتاب، جناب ناصر احمد پٹواری، جناب عثمان علی، جناب مولانا صالح احمد، جناب ہمایوں احمد، جناب جسیم احمد، جناب اکبر بادشاہ، جناب توحید الاسلام، جناب حفیظ الاسلام، مسز رحیمہ خاتون شامل ہیں۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی جانب سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو باقاعدگی کے ساتھ تمام حالات سے آگاہ کیا جاتا رہا اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی بڑے نقصان سے بچالیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر سچے دل سے ایمان لانے والی مسیح موعودؑ کی اس جماعت کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر قادیان سے تشریف لانے والے مرکزی نمائندگان کے وفد نے ہر زخمی اور ہر متاثرہ فرد سے ان کے گھروں میں جا کر ملاقات کی اور حضورِ انور کی طرف سے ’السلام علیکم‘ کا تحفہ پہنچایا۔

....

خطبہ جمعہ

"رسولُ اللہ! میرا جو کچھ ہے وہ حضورؐ کا ہے اور اللہ کی قسم! جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرما لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے"

اطاعت اور اخلاص و وفا کے پیکر بدری اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خَالِد بن قَیْس، حضرت حَارِثْ بن خَزَمَہ، حضرت خُنَیْس بِن حُذَافَہ، حضرت حَارِثَہ بن نُعْمَان، حضرت بَشِیر بن سَعْد رضی اللہُ عنھم ورَضُوا عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

قرآنِ کریم کی تعلیمات کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں ھِبہ اور وراثت میں فرق اور اس کی حکمت کا بیان

یہ حکم چھوٹی چھوٹی چیزوں کے متعلق نہیں ہے بلکہ بڑی بڑی چیزوں کے متعلق ہے جن میں امتیازی سلوک کرنے سے آپس میں بغض اور عناد پیدا ہونے کا امکان ہوسکتا ہے

وصیت اور ھبہ جو کہ اپنی اولاد کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دین کے لئے ہوتا ہے جائز ہے

ثَقِیفَہ بنو سَاعِدہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتخابِ خلافت کے واقعہ کا مختصر تذکرہ

اس تمام کارروائی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انصار و مہاجرین سب اسلام کے مفاد میں ہی سوچتے تھے

بنگلہ دیش میں شر پسند مخالفین کی طرف سے احمدیوں کے گھروں، دُکانوں پر حملہ اور دعا کی خصوصی تحریک

خلافت سے عقیدت کا تعلق رکھنے والی، صوم و صلوٰۃ کی پابند، دعا گو، منکسر المزاج خاتون مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ آف دنیا پور کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 رفروری 2019ء بمطابق 15 رتبلیغ 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے پہلا نام ہے حضرت **خَالِد بن قَیْس** کا۔ حضرت خالد کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ **بَنُو بَیَاضَہ** سے تھا۔ آپ کے والد قیس بن مالک تھے اور والدہ کا نام سَلْمیٰ بنت حارثہ تھا۔ آپ کی اہلیہ **اُمِّ رَبِیْع** تھیں جن سے ایک بیٹے عبدالرحمٰن تھے۔ ابن اسحاق کے نزدیک آپ ستر انصار صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے غزوۂ بدر اور احد میں شرکت کی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 449–450 خالد بن قیسؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

دوسرے صحابی ہیں حضرت **حَارِثْ بن خَزَمَہ**۔ یہ انصاری تھے۔ ان کی کنیت **اَبُو بِشْر** تھی۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ بنو عبدالاُشْهَل کے حلیف تھے۔ حضرت **حَارِثْ بن خَزَمَہ** غزوۂ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت **حَارِث بن خَزَمَہ** اور حضرت **اِیَاس بن بُکَیر** کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ تاریخ میں یہ ذکر آتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی تو منافقوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کو اپنی اونٹنی کی تو خبر نہیں ہے تو آسمان کی خبریں کیسے جان سکتے ہیں۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہی باتیں جانتا ہوں جن کے بارے میں خدا مجھے خبر دیتا ہے اور پھر فرمایا کہ اب خدا نے مجھے اونٹنی کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ وادی کی فلاں گھاٹی میں ہے۔ اس کا ذکر پہلے بھی ایک صحابی کے ذکر میں کچھ ہو چکا ہے تو جو صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے مقام سے اونٹنی تلاش کر کے لائے وہ حضرت **حَارِث بن خَزَمَہ** تھے۔ ان کی وفات 40 ہجری میں حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں 67 سال کی عمر میں مدینہ میں ہوئی۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 602–603 الحارث بن خزمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(اصابہ جلد 1 صفحہ 666 الحارث بن خزمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

اگلے صحابی ہیں جن کا ذکر ہوگا حضرت **خُنَیْس بِن حُذَافَہ**۔ ان کی کنیت **ابو حُذَافَہ** تھی۔ حضرت **خُنَیْس** کی والدہ کا نام **ضَعِیْفَہ بنتِ حِذْیَمْ** تھا۔ ان کا تعلق **بنی سَهْمِ بِن عَمْرو** سے تھا۔ یہ ایک قبیلہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں جانے سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت **خُنَیْس** حضرت عبداللہ بن حُذافہ کے بھائی تھے۔ حضرت **خُنَیْس** ان مسلمانوں میں شامل تھے جنہوں نے دوسری دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت **خُنَیْس** کا شمار اولین مہاجرین میں ہوتا ہے۔ جب حضرت **خُنَیْس** نے مدینہ ہجرت کی تو حضرت **رِفَاعَہ بن عبدِالمُنْذِر** کے پاس رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت **خُنَیْس** اور **ابو عَبْس بن جَبْر** کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم کیا۔ حضرت **خُنَیْس** غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ اُمّ المومنین حضرت حفصہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حضرت **خُنَیْس** کے عقد میں تھیں۔ ان کی شادی ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 300 خنیس بن حذافہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 188 خنیس بن حذافہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

سیرت خاتم النبیین میں اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ:

حضرت عمر بن خطابؓ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہؓ تھا۔ وہ **خُنَیْس بن حُذَافَہ** کے عقد میں تھیں جو ایک مخلص صحابی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بدر کے بعد مدینہ واپس آنے پر **خُنَیْس** بیمار ہوگئے اور اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت عمرؓ کو حضرت حفصہؓ کے نکاح ثانی کی بڑی فکر تھی۔ اس وقت حضرت حفصہؓ کی عمر بیس سال سے اوپر تھی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی سادگی میں خود عثمان بن عفانؓ سے مل کر ذکر کیا کہ میری لڑکی حفصہ بیوہ ہے۔ آپ اگر پسند کریں تو اس کے ساتھ شادی کر لیں مگر حضرت عثمان نے ٹال دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے شادی کا ذکر کیا کہ آپؓ اس سے شادی کر لیں لیکن حضرت ابوبکرؓ نے بھی خاموشی اختیار کی۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت ملال ہوا، رنج ہوا۔ انہوں نے اسی دکھ کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے یہ ساری سرگزشت بیان کی، عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! کچھ فکر نہ کرو۔ خدا کو منظور ہوا تو حفصہؓ کو عثمانؓ اور ابوبکرؓ کی نسبت بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمانؓ کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی۔ یہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمایا کہ آپؐ حفصہ کے ساتھ شادی کر لیں اور اپنی لڑکی ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیاہ کر دینے کا ارادہ کر چکے تھے جس سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمان دونوں کو اطلاع تھی۔ ان کو بتلا دیا تھا اور اسی لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کی تجویز کو ٹال دیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی فرما دی جس کا ذکر گزر چکا ہے اور اس کے بعد آپؐ نے خود اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کو حفصہؓ کے لئے پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے تھا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو قبول کیا اور شعبان 3 ہجری میں حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ کر حرم نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔

جب یہ رشتہ ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی ملال ہوا ہو، دل میں میل پیدا ہوا ہو، رنج ہوا ہو۔ بات یہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے اطلاع تھی لیکن میں آپؐ کی اجازت کے بغیر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آپؐ کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں آپؐ کا اگر یہ یعنی اس رشتہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نہ ہوتا تو میں بڑی خوشی سے حفصہ سے شادی کر لیتا۔

حفصہؓ کے نکاح میں ایک تو یہ خاص مصلحت تھی کہ وہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں جو گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ میں افضل ترین سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین خاص میں سے تھے۔ پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حضرت عمرؓ اور حفصہؓ کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو **خُنَیس بن حُذَافَہ** کی بے وقت موت سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ حفصہؓ سے خود شادی فرما لیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 477–478)

ایک روایت کے مطابق حضرت **خُنَیس بن حُذَافَہ** کو غزوۂ اُحد میں کچھ زخم آئے۔ بعد میں انہی زخموں کی وجہ سے آپؓ کی مدینہ میں وفات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعونؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(استیعاب جلد 2 صفحہ 452 خنیس بن حذافہؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 300 خنیس بن حذافہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام حضرت **حارِثہ بن نُعمان** ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ حضرت **حارِثہ بن نُعمان** انصاری صحابی تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ **بنو نجّار** سے تھا۔ آپؓ غزوۂ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ ان کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ حضرت **حارِثہ** کی والدہ کا نام **جَعْدَہ بِنْتِ عُبَیْد** تھا۔ حضرت **حارِثہ بن نُعمان** کی اولاد میں عبداللہ، عبدالرحمٰن، **سَوْدَہ**، **عُمْرَہ** اور **اُمِّ ہِشَام** شامل ہیں۔ ان بچوں کی والدہ کا نام **اُمِّ خَالِد** تھا۔ آپ کی دیگر اولاد میں **اُمِّ کلثوم** جن کی والدہ **بَنُو عَبْدُاللّٰہ بن غَطَفَان** میں سے تھی اور **اَمَۃُ اللّٰہ** ان کی والدہ **جُنْدُع** میں سے تھیں۔

ایک دوسری روایت ہے اس میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ یہ **حضرت حارِثہ بن نُعمان** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ کے پاس جبرئیلؑ بیٹھے تھے۔ ایک اور روایت پہلے تھی وہ روایت مختصر سی یوں تھی کہ آپؓ گزرے تو آپؓ نے سلام کیا اور جبرئیلؑ نے 'وعلیکم السلام' کہا لیکن جو تفصیلی روایت ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت **حارِثہ بن نُعمان** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ بیٹھے تھے اور آپؐ ان سے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے۔ حارثہ نے آپؐ کو سلام نہیں کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ انہوں نے سلام کیوں نہیں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں حارثہ سے دریافت فرمایا کہ جب تم گزر رہے تھے تو تم نے سلام کیوں نہیں کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے آپؐ کے پاس ایک شخص کو دیکھا تھا۔ آپؐ ان سے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں آپؐ کی بات کو قطع کروں یعنی سلام کر کے پھر آپؐ کی توجہ پھیروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھ لیا تھا جو میرے پاس بیٹھا تھا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ تھے اور وہ کہتے تھے کہ اگر یہ شخص سلام کرتا تو میں اس شخص کو جواب دیتا۔ پھر اس کے بعد جبرئیل نے کہا کہ یہ اسّی لوگوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ جس پر جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ ان اسّی آدمیوں میں سے ہیں جو غزوۂ حنین میں آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔ ان کا رزق اور ان کی اولاد کا رزق جنت میں اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہؓ سے یہ سب کچھ بیان کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بڑا عزت اور احترام کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ بھی روایت میں ہے، حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کی نیکی تم سب کو کرنی چاہیے۔

حضرت **حارِثہ بن نُعمان** آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ نظر خراب ہو گئی۔ بند ہو گئی تھی۔ آپؓ نے ایک رسی اپنی نماز کی جگہ سے اپنے کمرے کے دروازے تک باندھی تھی اور اپنے پاس ایک ٹوکری رکھا کرتے تھے جس میں کھجوریں ہوتی تھیں۔ جب کوئی مسکین آپ کے پاس آتا، کوئی سوالی آتا اور سلام کرتا یا ملنے والا آتا یا سمجھتے کہ یہ غریب آدمی ہے تو اس رسّی کو پکڑ کر اپنی نماز کی جگہ سے دروازے تک آتے اور ان کو کھجوریں دیتے۔ آپؓ کے گھر والے کہتے تھے کہ ہم آپؓ کی طرف سے یہ خدمت کر دیا کریں، ہم دے دیتے ہیں۔ آپؓ کی نظر ٹھیک نہیں۔ کیوں تکلیف کرتے ہیں؟ مگر آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسکین کی مدد کرنا بُری موت سے بچاتا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت **حارِثہ بن نُعمان** کے مکانات مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کے قریب تھے، کافی مکان تھے، جائیداد تھی اور حسب ضرورت حضرت حارثہؓ اپنے مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 372-371 حارثہ بن النعمانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 656-655 حارثہ بن النعمانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) یعنی مستقل یا شادیوں کی صورت میں یا اور کسی ضرورت کے تحت، جب بھی رہائش کی ضرورت ہوتی تھی دے دیے بلکہ مستقل دیتے تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر تلاش کر لو۔ حضرت علیؓ نے گھر تلاش کیا اور وہیں حضرت فاطمہؓ کو بیاہ کر لے گئے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں تمہیں اپنے پاس بلانا چاہتا ہوں یعنی میرے قریب آ جاؤ۔ گھر لے لو۔ حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کو مشورہ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ **حارِثہ بن نُعمان** سے فرمائیں کہ وہ کہیں اور منتقل ہو جائیں اور یہ جو گھر ان کا ہے وہ ہمیں دے دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہؓ ہمارے لئے کئی دفعہ منتقل ہو چکے ہیں۔ اُن کے گھر قریب ہیں وہ جو بھی قریبی گھر ہوتا ہے وہ چھوڑ کے مجھے دے دیتے ہیں۔ اب مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے دوبارہ منتقل ہونے کا کہوں۔ یہ خبر حضرت حارثہؓ کو پہنچی اور آپؓ گھر خالی کر کے وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کو اپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ میرے گھر ہیں اور یہ **بنو نجّار** کے گھروں میں آپؐ سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپؐ مجھ سے جو مال چاہیں لے لیں وہ مجھے اس مال سے بہت زیادہ پیارا ہو گا جسے آپ چھوڑ دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تم نے سچ کہا۔ خدا تعالیٰ تم پر برکت نازل فرمائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو حضرت حارثہؓ والے گھر میں بلا لیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 19-18 فاطمہؓ بنت رسول ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اس کی کچھ تفصیل سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی بیان فرمائی ہے اس طرح کہ آپؓ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ اب تک غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کے کسی حجرے وغیرہ میں رہتے تھے مگر شادی کے بعد یہ ضروری تھا کہ کوئی الگ مکان ہو جس میں خاوند بیوی رہ سکیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو جس میں تم دونوں رہ سکو۔ حضرت علیؓ نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ کا رخصتانہ ہو گیا۔ اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگا کر اس پر دعا کی۔ پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ **اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْھِمَا وَبَارِكْ عَلَیْھِمَا وَبَارِكْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا**۔ یعنی ''اے میرے اللہ! تم ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔'' یعنی ذاتی تعلقات بھی اور رشتہ داروں کے تعلقات بھی، معاشرے کے تعلقات بھی۔ سب کی برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ ان کی نسل میں برکت دے۔ پھر آپؐ اس نئے جوڑے کو اکیلا چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ **حارِثہ بن نُعمان اَنْصَارِی** کے پاس چند ایک مکانات ہیں۔ آپؐ اُن سے فرما

دیں کہ وہ اپنا کوئی مکان خالی کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کر چکے ہیں۔ اب مجھے تو انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہؓ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو وہ بھاگے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرا جو کچھ ہے وہ حضورؐ کا ہے اور اللہ کی قسم! جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرما لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے۔ پھر اس مخلص صحابیؓ نے باصرار اپنا ایک مکان خالی کروا کے پیش کر دیا۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے وہاں آ کر رہائش اختیار کر لی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 456)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حُنین کے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کون رات کو پہرہ دے گا؟ اس پر حضرت **حارِثہ بن نُعْمان** آہستہ آہستہ اطمینان سے اٹھے۔ حضرت حارثہؓ اپنے کسی بھی کام میں جلدی نہیں کیا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے ان کے اتنے آرام سے اٹھنے پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حیا نے حارثہؓ کو خراب کر دیا ہے۔ اس موقع پر جلدی اٹھنا چاہیے تھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کہ حیا نے حارثہؓ کو خراب کیا۔ یہ نہ کہو کہ حارثہؓ کو خراب کیا بلکہ اگر تم یہ کہو کہ حیا نے حارثہؓ کو ٹھیک کر دیا ہے تو یہ سچ ہوگا۔

(المنتقی من کتاب مکارم الاخلاق للخرائطی صفحہ 68 باب فضیلۃ الحیاء وجسیم خطرہ حدیث 127 مطبوعہ دار الفکر دمشق 1988ء)

حضرت **حارِثہ بن نُعْمان** کی وفات حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 372 حارثۃ بن النعمانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اگلے صحابی حضرت **بشیر بن سعد** ہیں۔ ان کی کنیت ابونُعمان تھی۔ **سَعْد بن ثَعْلَبَہ** ان کے والد تھے۔ حضرت **سِماک بن سَعْد** کے بھائی تھے۔ قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق تھا۔

(استیعاب جلد 1 صفحہ 172 بشیر بن سعدؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

ان کی والدہ کا نام **اُنَیْسَہ بنتِ خَلِیْفَہ** تھا اور آپؓ کی زوجہ کا نام **عَمْرَہ بنتِ رَوَاحَہ** تھا۔ حضرت **بَشِیر بن سعد** زمانہ جاہلیت میں لکھنا جانتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب میں بہت کم لوگ لکھنا جانتے تھے۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد اور غزوہ خندق اور باقی کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان 7 ہجری میں حضرت **بشیر بن سعد** کی نگرانی میں تیس آدمیوں پر مشتمل ایک سریہ فدک میں **بَنِی مُرَّہ** کی جانب بھیجا تھا۔ ان لوگوں میں شدید لڑائی بھی ہوئی۔ حضرت بشیرؓ نہایت جوانمردی سے لڑے اور لڑتے ہوئے آپؓ کے ٹخنے پر تلوار لگی اور سمجھا گیا کہ آپؓ شہید ہو گئے ہیں۔ دشمنوں نے ان کو چھوڑ دیا کہ شاید بیہوش ہو کے گرے ہوں گے یا شہید ہو گئے ہیں۔ چھوڑ کے آ گئے۔ لیکن جب شام کو آپؓ کو ہوش آئی تو آپؓ وہاں سے فدک آ گئے۔ فدک میں آپؓ نے ایک یہودی کے گھر چند روز قیام کیا اور پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح شوال 7 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ **یُمن** اور **جَبَار** کی طرف روانہ فرمایا جو کہ، فدک اور **وَادِی الْقُریٰ** کے درمیان واقع ہے۔ یہاں غطفان کے کچھ لوگ **عُیَیْنَہ بن حِصْن اَلْفَزَارِی** کے ساتھ اکٹھے ہو گئے تھے۔ یہ اسلام کے خلاف منصوبہ بندیاں کرتے تھے۔ حضرت بشیرؓ نے ان سے مقابلہ کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ مسلمانوں نے بعض کو قتل بھی کیا اور بعض کو قیدی بنایا اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 402-403 بشیر بن سعدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

یہ جنگ اور نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ اس لئے ان کے خلاف مسلمانوں کے تحفظ کے لئے یہ کارروائی کی جاتی تھی۔ مال لوٹنا یا قتل کرنا مقصد نہیں تھا۔ جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں بھی مَیں نے بیان کیا تھا کہ ایک غلط حملے پر جس کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بڑی سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ کیوں تم نے جنگ لڑی؟

بَشِیر بن سَعْد کے بارے میں ایک روایت ہے جو ان کے بیٹے حضرت **نُعْمَان بن بشیرؓ** بیان کرتے ہیں۔ **نُعْمَان بن بشیرؓ** ان کا نام تھا کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس سے واپس لے لو۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب الھبۃ للولد حدیث 2586)

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت نُعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے عطا کیا۔ (وہ بھی بخاری کی روایت ہے اور یہ بھی)۔ اس پر میری والدہ **عَمْرَہ بنتِ رَوَاحَہ** نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گی جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ ٹھہراؤ۔ میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تا کہ وہ آپؐ کو میرے عطیہ پر گواہ بنائیں جو مجھے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے سب بچوں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ ہر ایک کو اتنا ہی مال دیا ہے یا جو بھی وہ چیز تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنی اولاد سے عدل کا سلوک کرو۔ میرے والد واپس آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب الاشھاد فی الھبۃ حدیث 2587)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔

(صحیح مسلم کتاب الھبات باب کراھیۃ تفضیل بعض اولاد فی الھبۃ حدیث 4182)

اس مسئلے کی یا اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے، تشریح کرتے ہوئے یا اس طرح کے ہبہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے تفصیل سے بڑی عمدہ وضاحت فرمائی ہے جو بڑی اچھی رہنمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اہم اشیاء کے متعلق ہے۔ چھوٹی موٹی چیزوں کے متعلق نہیں ہے۔ مثلاً اگر ہم کیلا کھا رہے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ بچہ جو سامنے موجود ہو اسے ہم دے دیں اور دوسرا محروم رہے۔ حدیثوں میں گھوڑے کی مثال آتی ہے یا مال کی مثال آتی ہے یا غلام کی، کوئی ایسی قیمتی چیز ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ یا تو وہ اپنے سب بیٹوں کو ایک گھوڑا دے یا کسی کو بھی نہ دے مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ عربوں میں گھوڑے کی قیمت بہت ہوتی تھی (یا غلام ہے تو غلام بھی ایک جائیداد سمجھا جاتا تھا یا کسی بھی قسم کا مال، جو قیمتی چیز ہے۔ تو اس لئے اس کے لئے منع کیا گیا ہے۔ اور گھوڑا بھی عربوں میں بڑی قیمتی چیز تھی) پس یہ حکم ان چیزوں کے متعلق ہے جس میں ایک دوسرے سے بغض پیدا ہونے کا امکان ہو۔ ایک بچے کو دے دیا دوسرے کو نہ دیا تو ایک دوسرے کے خلاف دل میں آپس میں رنجشیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ معمولی چیزوں کے متعلق نہیں ہے مثلاً فرض کرو کہ بازار گئے ہیں ایک بچہ ہمارے ساتھ چلا جاتا ہے اور ہم اسے دوکان سے کوٹ کا کپڑا خرید دیتے ہیں تو یہ بالکل جائز ہوگا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ جب تک ساروں کے لئے ہم کوٹ خرید کر نہ لائیں ایک بچے کو بھی کوٹ کا کپڑا خرید کر نہیں دیا جا سکتا۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں بعض دفعہ کوئی تحفہ آتا ہے تو ایک بچہ جو ہمارے سامنے ہوتا ہے وہ کہتا ہے یہ مجھے دے دیا جائے اور ہم وہ تحفہ اسے دے دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم دوسرے کو محروم رکھتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی اور تحفہ آیا تو پھر دوسرے کی باری آ جائے گی۔ پس یہ حکم چھوٹی چھوٹی چیزوں کے متعلق نہیں ہے بلکہ بڑی بڑی چیزوں کے متعلق ہے جن میں امتیازی سلوک کرنے سے آپس میں بغض اور عناد پیدا ہونے کا امکان ہو سکتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میرا تو طریق یہ ہے کہ جب میرا کوئی بچہ جوان ہوتا ہے تو میں اسے کچھ زمین دے دیتا ہوں تا کہ وہ اس میں سے وصیت کر سکے۔ (جائیداد ہو جائے گی۔ کوئی وصیت ہو گی اس کا اب چندہ ادا کرے۔) اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ میں دوسروں کو ان کے حق سے محروم رکھتا ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ جب وہ بالغ ہوں گے تو انہیں بھی یہ حصہ مل جائے گا مگر بہر حال جائیداد ایسی ہونی چاہیے جو خاص اہمیت نہ رکھتی ہو اور اگر کوئی شخص ایسا ہبہ کرے جس سے دوسروں میں بغض پیدا ہونے کا امکان ہو تو قرآن کریم کا حکم ہے کہ وہ اسے واپس لے لے اور رشتہ داروں کا بھی فرض ہے کہ اسے اس گناہ سے بچائیں۔

(ماخوذ از الفضل 16 اپریل 1960ء صفحہ 5)

پھر ایک موقع پر اسی طرح کے ہبہ کا ایک معاملہ پیش ہوا۔ مفتی صاحبؒ نے پیش کیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس پہ فرمایا کہ ہمیں اس کے متعلق قرآن کریم کا حکم دیکھنا پڑے گا جو اس نے جائیداد کی تقسیم کے متعلق دیا ہے۔ قرآن کریم نے اس قسم کے ہبہ کو بیان نہیں کیا بلکہ ورثہ کو بیان کیا ہے جس میں سب مستحقین کے حقوق کی تعیین کر دی گئی ہے۔ بعض دفعہ لوگ اپنی جائیدادوں کی تقسیم کرتے ہیں، ان چیزوں کا خیال نہیں رکھتے اور پھر مقدمے چلتے ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔

اور پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ اب قرآن کریم کے مقرر کردہ حصص کو بدلا نہیں جا سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان احکام کے مقرر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ وراثت کی رو سے کیوں سب لڑکوں کو برابر ملنا چاہیے اور ایک لڑکے کی شکایت پر کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ کو ارشاد فرمایا کہ یا تو تم اس کو بھی گھوڑا لے دو یا پھر دوسرے سے بھی لے لو۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جس طرح اولاد پر والدین کی اطاعت فرض ہے اسی طرح والدین کے لئے بھی اولاد سے مساویانہ سلوک اور یکساں محبت کرنا فرض ہے لیکن اگر والدین اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جذبہ داری سے کام لیتے ہیں، ایک طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اولاد شاید

اپنے فرائض سے تو منہ نہ موڑے۔ اولاد تو شاید والدین کا حق ادا کرتی رہے گی لیکن ان فرائض کی ادائیگی یعنی والدین کی خدمت کرنے میں کوئی شادمانی اور مسرت محسوس نہیں کرے گی۔ بلکہ اولاد پھر اسے چٹی سمجھ کر ادا کرے گی۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے خدمت کرو۔ ہم خدمت کر رہے ہیں۔ خوشی سے نہیں کر رہے ہوں گے۔

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا اس قسم کا رویہ اولاد کے لئے مضر اور محبت کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے جو اولاد اور ماں باپ میں ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے اس سے منع کیا ہے لیکن وصیت اور ہبہ جو کہ اپنی اولاد کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دین کے لئے ہوتا ہے جائز ہے۔ اولاد کے علاوہ، جائز وارث جو ہیں ان کے علاوہ آپ ہبہ اور وصیت کر سکتے ہیں کیونکہ وہ شخص اس سے خود بھی محروم رہتا ہے۔ صرف اولاد ہی کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کی ذات کو بھی پہنچتا ہے چونکہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے اولاد بھی اس سے ملول خاطر نہیں ہوتی، اس کو غم نہیں ہوتا لیکن اگر ہبہ یا وصیت کسی خاص اولاد کے نام ہو تو پھر ناجائز ہوگا۔ اس میں ایک بات سمجھنے والی یہ ہے کہ ایک وقتی ذمہ داری ہوتی ہے جسے ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ ایک شخص کے چار لڑکے ہیں اور اس نے سب سے بڑے لڑکے کو ایم۔ اے کی تعلیم دلا دی اور دوسرے چھوٹی جماعتوں میں پڑھ رہے تھے کہ اس کی نوکری ہٹ گئی یا آمد کم ہوگئی اور چھوٹے بچوں کی تعلیم رک گئی۔ اب یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اس نے بڑے لڑکے سے امتیاز روا رکھا ہے بلکہ یہ تو اتفاقی بات ہے۔ اس کی تو کوشش تھی کہ میں پہلے بڑے لڑکے کو پڑھاتا ہوں پھر دوسروں کو باری باری ایم۔ اے تک پڑھاؤں گا یا جہاں تک پڑھ سکتے ہیں پڑھاؤں گا یعنی وقتی ضروریات کے ماتحت اس نے ذمہ داری کو تقسیم کیا۔ (نیت نیک تھی) اس وقت یہ کام کر لیتا ہوں جب دوسرے کا وقت آئے گا تو وہ کرلوں گا مگر پھر حالات بدل گئے اور وہ اپنی خواہشات پوری نہ کر سکا۔ لیکن اس کے برعکس اگر ایک والد اپنے بڑے لڑکے کو جو عیال دار ہو گیا ہو دو ہزار روپیہ دے کر الگ کر دے کہ تم تجارت کرو مگر جب دوسرے لڑکے بھی صاحب اولاد ہو جائیں تو انہیں کچھ نہ دے تو یہ ناجائز ہے اور امتیازی سلوک ہوگا۔ بہرحال ہبہ کے بارے میں یا خاص جائیداد کے بارے میں یہ فقہی مسئلہ ہے جسے ہر ایک کو اپنے سامنے جائیداد کی تقسیم کے وقت یا ہبہ کرتے وقت، وصیت کرتے وقت رکھنا چاہیے۔

(ماخوذ از فرمودات مصلح موعودؓ از سید شمس الحق صاحب مربی سلسلہ صفحہ 316-317)

غزوۂ خندق کے موقع پر یہ روایت ہے کہ حضرت **بشیر بن سعد** (جن صحابی کا ذکر ہو رہا ہے ان) کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ میری ماں **عَمْرَہ بنتِ رَوَاحہ** نے میرے کپڑوں میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے۔ آپؓ کی بیٹی کہتی ہیں میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور اپنے والد اور ماموں کو ڈھونڈتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکی! یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کھجوریں ہیں۔ میری ماں نے میرے والد **بشیر بن سعد** اور میرے ماموں **عبد اللہ بن رَوَاحہ** کے لئے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لاؤ مجھے دے دو۔ میں نے وہ کھجوریں آپؐ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر ان کو ایک اور کپڑے سے ڈھانپ دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلا لو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب اہل خندق کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارے پر سے نیچے گر رہی تھیں۔ ایسی برکت ان میں پڑی۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 454-455 باب ماظہر لرسول اللہ ﷺ من ال آیات فی حفر الخندق مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں 12 ہجری میں حضرت بشیرؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ معرکہ **عَیْنُ التَّمْر** میں شریک ہوئے اور آپؓ کو شہادت نصیب ہوئی۔

(اصابہ جلد 1 صفحہ 442 بشیر بن سعدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

عَیْنُ التَّمْر کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ مسلمانوں نے 12 ہجری میں حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اس علاقے کو فتح کیا تھا۔

(معجم البلدان جلد 4 صفحہ 199 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لئے ذی القعدہ 7 ہجری میں روانہ ہوئے تو آپؐ نے ہتھیار آگے بھیج دیے تھے اور ان پر حضرت **بشیر بن سعد** کو نگران مقرر فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 403 بشیر بن سعدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

عمرۂ قضاء کی تفصیل یہ ہے کہ حدیبیہ کے صلح نامہ کی وجہ سے وہاں عمرہ تو نہیں ہوسکا تھا اور اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ آئندہ سال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آ کر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ میں ٹھہریں گے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء حدیث 4252)

اس دفعہ کے مطابق، اس شِق کے مطابق ماہ ذوالقعدہ 7 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ روانہ ہونے کا عزم فرمایا اور اعلان کر دیا کہ جو لوگ گزشتہ سال حدیبیہ میں شریک تھے وہ سب میرے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ بجز ان لوگوں کے جو جنگ خیبر میں شہید یا وفات پا چکے تھے سب نے یہ سعادت حاصل کی اور کچھ کو ہتھیاروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ اب یہ ہے کہ عمرہ پہ جانے کے لئے ہتھیاروں کی کیا ضرورت تھی؟ اس بارے میں جو تفصیل ملتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ کفارِ مکہ پر بھروسہ نہیں تھا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کریں گے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی پوری تیاری کے ساتھ، اپنے جو ہتھیار لے جا سکتے تھے وہ لے کر گئے اور بوقت روانگی ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **ابو رھم غفاری** کو مدینہ پر حاکم بنا دیا اور دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ساٹھ اونٹ قربانی کے لئے ساتھ تھے۔ جب کفار مکہ کو خبر ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیاروں اور سامان جنگ کے ساتھ مکہ آ رہے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور انہوں نے چند آدمیوں کو صورتحال کی تحقیقات کے لئے **مَرّ الظَّہْرَان** تک بھیجا۔ محمد بن مسلمہؓ جو اسپ سواروں کے افسر تھے قریش کے قاصدوں نے ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے اطمینان دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح نامہ کی شرط کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ میں داخل ہوں گے۔ یہ سن کر کفار جو تھے مطمئن ہو گئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام **یَأْجَج** میں پہنچے جو مکہ سے آٹھ میل دور ہے تو تمام ہتھیاروں کو اس جگہ رکھ دیا اور **بشیر بن سعد** کی ماتحتی میں چند صحابہ کرامؓ کو ان ہتھیاروں کی حفاظت کے لئے متعین فرما دیا اور اپنے ساتھ ایک تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہیں رکھا اور صحابہ کرام کے مجمع کے ساتھ لبیک پڑھتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص حرم میں، کعبہ میں داخل ہوئے تو قریش کے کچھ کفار جو تھے مارے جلن کے اس منظر کو دیکھ نہ سکے اور پہاڑوں پہ چلے گئے کہ ہم نہیں دیکھ سکتے کہ مسلمان اس طرح طواف کر رہے ہوں۔ مگر کچھ کفار اپنے دار الندوۃ جو اُن کے مشورے کا ایک کمیٹی گھر تھا اس میں جمع ہو گئے، وہاں کھڑے ہو کے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے توحید و رسالت کے نشے سے مست یہ جو مسلمان لوگ تھے وہ ان کے طواف کا نظارہ کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ مسلمان بھلا کیا طواف کریں گے۔ ان کو تو بھوک اور مدینہ کے بخار نے کچل کر رکھ دیا ہے۔ بہت کمزور قسم کے یہ لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں پہنچ کر **اضطباع** کر لیا یعنی چادر کو اس طرح اوڑھ لیا کہ آپؐ کا داہنا شانہ اور بازو کھل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے۔ یعنی کفار تو یہ باتیں کر رہے ہیں انہوں نے جو کہا وہ باتیں آپ تک پہنچیں لیکن تم اپنی قوت کا اظہار کرو۔ اس طرح قوت کا اظہار کہ تمہارے یہ کمزور جسم نہ نظر آئیں بلکہ مضبوط جسم نظر آئیں یا چوڑے شانے نظر آئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ شروع کے تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا۔ اس کو عربی زبان میں '**رمل**' کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ سنت آج تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی کہ ہر طواف کعبہ کرنے والا شروع طواف کے تین پھیروں میں '**رمل**' کرتا ہے۔ تو یہ ہے وجہ اس طرح پہلے چلنے کی۔

(شرح زرقانی علی مواھب اللدنیۃ جلد 3 صفحہ 314 تا 317، 321 تا 323 باب عمرۃ القضاء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

(سیرت ابن ہشام صفحہ 529 باب عمرۃ القضاء... الخ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 163 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے؟ اس کے بارے میں جو بخاری کی حدیث ہے، راوی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے تھے تو انہوں نے کہا کہ چار۔ عمرہ حدیبیہ جو ذوالقعدہ میں کیا، گو یہ عمرہ تو نہیں ہوسکا تھا لیکن اس کو عمرہ اس لئے گنا جاتا ہے کہ وہاں قربانی وغیرہ کر لی تھی۔ سر مونڈھ لیے تھے اور اس لحاظ سے اس کو بعض لوگوں نے شمار کر لیا۔ پھر کہتے ہیں دوسرا جب مشرکوں نے آپؐ کو روکا تھا صلح حدیبیہ میں تو یہ ایک عمرہ ہو گیا۔ وہ عمرہ دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا یعنی جو دوسرا عمرہ تھا۔ پہلے سال تو حدیبیہ کا اصل میں نہیں ہوسکا سوائے قربانی وغیرہ کے اور دوسرا عمرہ ذی القعدہ میں دوسرے سال ہوا جب آپؐ نے ان سے صلح کی اور پھر آگے لکھا ہے کہ **عمرہ جِعْرَانَہ** جب آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ جنگ حنین کی غنیمت تھی، اس وقت بھی عمرہ کیا تو میں نے کہا آپؐ نے کتنے حج کیے؟ راوی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا حج ایک ہی کیا تھا اور حج کے موقع پر بھی عمرہ ادا کیا تھا اس طرح بعض لوگ چار عمرے گنتے ہیں۔ بعض دو گنتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب العمرۃ باب کم اعتمر النبیؐ حدیث 1778-1779)

حضرت **بشیر بن سعد** انصار کے پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر سَقیفہ

بنوساعدہ کے دن بیعت کی تھی۔

(استیعاب جلد 1 صفحہ 172–173 بشیر بن سعدؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

سقیفہ بنوساعدہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ مدینہ میں یہ بنوخزرج کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی تھی۔ (معجم البلدان جلد 3 صفحہ 259 دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ بہر حال یہ کمرہ تھا یا اس زمانے کے لحاظ سے شیڈ (shade) ڈالا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہاں پر سقیفہ بنی ساعدہ میں بنوخزرج کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے حوالے سے ایک اجلاس جاری تھا۔ اس اجلاس کی خبر حضرت عمرؓ کو دی گئی اور ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ ہوسکتا ہے کہ منافقین اور انصار کے باعث کوئی فتنہ نہ پھیل جائے۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے۔ یہاں جا کر معلوم ہوا کہ بنوخزرج جانشینی کے دعویدار ہیں اور بنواوس اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آپس میں یہ مدینہ کے انصار کے دونوں قبیلے تھے۔ ایسے موقع پر ایک انصاری صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرایا کہ حکمران تو قریش میں سے ہی ہوں گے جو اس وقت اس بحث کے دوران لوگوں کی اکثریت کے دلوں میں اتر گیا۔ انصار اپنے دعوے سے دستبردار ہوگئے اور سب نے فوراً ہی ابوبکر کی خلافت پر بیعت کر لی مگر اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن تک یہ اعلان کراتے رہے کہ آپؓ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت سے آزاد ہیں۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو بتادے مگر کسی کو اعتراض نہیں ہوا یہ تو ایک ماخذ ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب سے ایک جگہ مختصر سا یہ ذکر کیا گیا ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 668 امر سقیفہ بنی ساعدۃ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)۔ (ماخوذ از محمد رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ مترجمہ پروفیسر خالد پرویز صفحہ 155–156 مطبوعہ المکتبۃ الرحمانیۃ لاہور 2006ء)

لیکن اس کی ایک مزید تفصیل جو ہے وہ اس طرح ہے کہ

جب یہ سارا کچھ واقعہ ہوا۔ آپس میں میٹنگیں ہو رہی تھیں۔ منافقین انصار کو اُبھارنے کی کوششیں کر رہے تھے تو حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں پہنچے پر انصار نے آپؓ کے سامنے پھر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی رائے ظاہر فرمائی۔ اس تمام کارروائی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انصار ومہاجرین سب اسلام کے مفاد میں ہی سوچتے تھے۔ منافقین تو سوچ رہے ہوں گے کہ ہم فتنہ پیدا کریں لیکن انصار میں سے بھی جو مومنین تھے وہ تو مفاد میں سوچ رہے تھے کہ خلافت کا یا امامت کا قیام ضروری ہے خواہ وہ انصار میں سے ہو یا مہاجرین میں سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کو چاہتے تھے اور اسی کی ان کو خواہش تھی اور وہ ایک دن بھی بغیر جماعت اور امیر کے نہیں گزارنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک رائے یہ تھی کہ انصار میں سے امیر ہو۔ دوسری رائے یہ تھی کہ مہاجرین میں سے امیر ہو کیونکہ ان کے بغیر عرب کسی کی سربراہی قبول نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ تیسری رائے یہ بھی تھی کہ دو امیر ہوں۔ ایک انصار میں سے اور ایک قریش میں سے۔ یہاں مہاجرین نے انصار کو یہ بھی بتایا کہ اس وقت قریش میں سے ہی امیر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش میں امامت کے قیام سے متعلق آپ کی یہ پیشگوئی بھی پیش کی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ **اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ**۔ کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 504–506 باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ... الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت **ابوعُبیدہ بن جرّاح** نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ اے انصارِ مدینہ! تم وہ ہو جنہوں نے سب سے بڑھ کر خود کو اس دین کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اور اب اس وقت تم سب سے پہلے اسے بدلنے اور بگاڑنے والے نہ بنو۔ یہ نہ کہو کہ انصار میں سے امیر ہو یا دونوں میں سے امیر ہو۔ اس حقیقت سے بھرے ہوئے پیغام سے انصار نے اثر لیا اور ان میں سے حضرت **بشیر بن سعد** اٹھے جن صحابی کا ذکر ہو رہا ہے اور انصار سے یوں مخاطب ہوئے کہ اے انصار! اللہ کی قسم!! گو ہمیں مشرکوں سے جہاد کرنے میں دین میں سبقت کے لحاظ سے مہاجرین پر فضیلت ہے۔ یہ ہم نے محض رضائے الٰہی، اطاعتِ رسول اور اپنے نفسوں کی اصلاح کے لئے کیا تھا۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اب فخر ومباہات سے کام لیں اور دینی خدمات کے بدلے میں ایسے اجر کے طالب ہوں جس میں دنیا طلبی کی بو آتی ہو۔ ہماری جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے اور وہی لوگ اس خلافت کے حقدار ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہم ان سے جھگڑے میں مبتلا ہوں۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور مہاجرین سے اختلاف نہ کرو۔ ان سب باتوں کے بعد پھر حضرت **حباب بن منذر** نے انصار کی اہمیت کا ذکر کرنا شروع کر دیا لیکن حضرت عمرؓ نے پھر صورتحال کو سنبھالا۔ میں مختصر قصہ بیان کر رہا ہوں اور حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہماری بیعت لیں اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور عرض کی کہ اے ابوبکرؓ! آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ آپؓ نماز پڑھایا کریں۔ پس آپ ہی خلیفۃ اللہ ہیں۔ ہم آپ کی بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بیعت کی اور پھر انصار میں سے حضرت **بشیر بن سعد** نے فوراً بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے بیعت کی اور حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ تھام کر انصار سے مخاطب ہوئے اور انہیں بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ انصار نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

(الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 193 حدیث السقیفۃ وخلافۃ ابی بکرؓ وارضاہ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 506 باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ... الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یہ بیعت اسلامی لٹریچر میں بیعت سقیفہ اور بیعت خاصہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

(تاریخ الخلفاء الراشدین از محمد سہیل طقوش صفحہ 22، 367 مطبوعہ دار النفائس بیروت 2011ء)

حضرت ابومسعود انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ **حضرت بشیر بن سعد** نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں تو ہم کس طرح آپؐ پر درود بھیجیں۔ راوی کہتے ہیں اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ لمبا عرصہ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے خواہش کی کہ کاش وہ آپ سے سوال نہ کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہا کرو کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اور سلام اس طرح جیسا کہ تم جانتے ہو کس طرح سلام کرنا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد حدیث 907)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اب آج کے ان صحابہ کا یہ ذکر ختم ہوتا ہے۔ ایک دعا کے لئے میں کہنا چاہتا ہوں گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں جلسہ کے انتظامات ہو رہے تھے لیکن وہاں نئی جگہ جلسہ کرنا تھا۔ احمدنگر ان کا ایک شہر ہے، علماء نے (نام نہاد علماء کہنا چاہیے) اور مخالفین نے بہت زیادہ شور مچایا۔ حکومت سے پہلے مطالبہ کرتے رہے جلسہ روکیں اور جب حکومت نے نہیں مانا تو پھر بلوائیوں نے احمدیوں کے گھروں اور دکانوں وغیرہ پر حملہ کیا، کچھ گھر جلائے، کچھ دکانیں لوٹیں، جلائیں، کچھ احمدی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں حالات بہتر کرے اور جو زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت بھی عطا فرمائے۔ کامل شفا یابی عطا فرمائے۔ ان کے نقصانات بھی پورے فرمائے اور آئندہ جب بھی جلسہ کی تاریخ مقرر ہو وہ لوگ امن سے وہاں جلسہ کر سکیں۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ دنیاپور پاکستان کا ہے۔ یہ لئیق احمد مشتاق صاحب مبلغ انچارج سرینام جنوبی امریکہ کی والدہ تھیں اور شیخ مظفر احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ یکم فروری کو 74 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا محترم شیخ محمد سلطان صاحب کے ذریعہ آئی تھی جنہوں نے 1897ء میں 24 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی تھی۔ مرحومہ کی شادی 29 اگست 64ء میں ہوئی۔ ساری زندگی ایک مثالی بیوی کی حیثیت سے گزاری۔ محدود آمدنی میں سفید پوشی کا بھرم رکھتے ہوئے نہ صرف اپنے بڑے کنبے کی پرورش کی بلکہ اپنے دیوروں اور نندوں کی شادیاں بھی کروائیں۔ ہمیشہ اپنے آرام پر دوسروں کے آرام کو ترجیح دیتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ دعا گو تھیں۔ منکسر المزاج تھیں۔ ملنسار تھیں۔ سادہ مزاج تھیں۔ غریب پرور اور نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں اور کئی احمدی اور غیر احمدی بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ قرآن کریم سے بڑی محبت تھی۔ اپنی ایک بیٹی اور دو بیٹوں کو بھی اپنے خرچ پر حافظ بلا کے قرآن کریم حفظ کروایا۔

دنیا پور میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری مال اور اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ انہوں نے میاں اور دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک جیسا کہ میں نے ذکر کیا لئیق احمد مشتاق صاحب جنوبی امریکہ میں بطور مبلغ انچارج سورینام (Suriname) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ والدہ کی وفات کے وقت یہ پاکستان بھی نہیں جا سکے تھے۔ ان کے دوسرے بیٹے محمد ولید احمد مربی سلسلہ ہیں وہ بھی پاکستان میں ہیں۔ وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک داماد مظفر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو پاکستان میں ہی ربوہ میں اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان کے حق میں ان کی دعائیں قبول فرمائے۔

بقیہ: حضورِانور کی مصروفیات...ازصفحہ نمبر1

ازصفحہ نمبر1

فرمائے۔(اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ میں ملاحظہ کیجیے)

دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کے استفادہ کے لئے امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ وخطابات کا باقاعدگی کے ساتھ اردو کے علاوہ سات زبانوں میں رواں ترجمہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔ ان زبانوں میں عربی، انگریزی، بنگلہ، جرمن، فرنچ، سواحیلی اور انڈونیشین شامل ہیں۔ جبکہ ایم ٹی اے افریقہ پر الگ سے انگریزی کے افریقی لہجہ (accent) میں بھی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے۔

☆...نماز جمعہ کے بعد Wandsworth اور Wimbledon کے علاقہ کی پولیس کمانڈر Ms Sally Benatar نے ایک وفد کے ہمراہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ انہیں مسجد بیت الفتوح کا وزٹ بھی کروایا گیا۔

☆...نمازعصر کے بعد انگلینڈ کی کرکٹ ٹیم نے مکرم راناخالد احمد صاحب (انچارج کرکٹ، مجلس صحت یو کے) کے ہمراہ اپنے پیارے امام کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا اعزاز پایا۔ یہ کرکٹ ٹیم 2018ء میں شارجہ میں ہونے والے انٹرنیشنل کرکٹ ٹورنامنٹ کی فاتح قرار پائی تھی۔

☆...حضور انور نے نمازِ مغرب سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ بشریٰ شہادت مانگٹ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری شہادت خان صاحب (سابق امیر ضلع حافظ آباد) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز4 مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

❁...23رفروری بروز ہفتہ: آج نماز عصر کے بعد آئرلینڈ سے آنے والے واقفینِ نَو کے ایک وفد نے حضور انور سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل کیا۔

❁...24رفروری بروزاتوار: آج نمازعصر کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے لوکل اور ریجنل عاملہ ممبران نے حضورانور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

☆...آج شام فیملی ملاقاتوں کے بعد حضور انور مکرم احسن مقصود اٹھوال صاحب (مربی سلسلہ الفضل انٹرنیشنل لندن) اور عزیزہ ماہم صادق بنت مکرم رانا صادق حسین صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے مسجدُ بیت الفتوح' تشریف لے گئے۔ حضور انور نے نمازِ عشاء مسجد بیت الفتوح میں پڑھائی اور پھر دعوتِ ولیمہ کو رونق بخشی۔

❁...25رفروری بروزسوموار: آج صبح مجلس انصار سلطان القلم لجنہ اماء اللہ جرمنی کی 5رممبرات کو حضورِ انور سے دفتری ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

❁...26رفروری بروزمنگل: حضور انور نے نمازِ ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الغفور صاحب مرحوم یوکے کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز2 مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

ملاقات حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے آٹھ روز دفتری جبکہ نو روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، بعض ممالک کی ذیلی تنظیموں کے صدور اور نیشنل عاملہ کے ممبران، جماعت کے بعض مرکزی رسائل و جرائد کے مدیران اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس عرصہ کے دوران 114رفیملیز اور59ر احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 16ر ممالک سے تھا جن میں پاکستان، شارجہ، مسقط عمان، آسٹریا، امریکہ، کینیڈا آسٹریلیا، آئرلینڈ، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، جرمنی، فرانس، بیلجیئم، ہالینڈ اور یو کے شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُس
وَ کُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆...☆...☆

بقیہ: کیا دنیا کے امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جاسکتی ہے؟.........ازصفحہ نمبر3

ازصفحہ نمبر3

وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ حضرت حسنؓ نے کہا چل میں نے تجھے آزاد کیا۔ تو قرآن کریم کی اس تعلیم پر عمل کرنے کی یہ مثال موجود ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ آج ہم نے مسٹر لائڈ جارج کو جواب دینے کیلئے اس آیت کا یہ مطلب بنالیا ہے بلکہ ہمارے ہاں اس تعلیم کا عملی ثبوت بھی موجود ہے۔ اب بتاؤ اس سے دنیا میں اعلیٰ درجہ کا امن قائم ہوسکتا ہے یا عیسائیت کی تعلیم سے؟ مگر اسلام کی تعلیم ایسی اعلیٰ اور کامل ہے کہ اس سے بھی اوپر پہنچتی ہے۔ آپ میں سے کئی لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ اس سے اعلیٰ کیا تعلیم ہوگی مگر قرآن کریم چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے ایسی اعلیٰ تعلیموں پر مشتمل ہے کہ انسانی دماغ خود بخود ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ قرآن اور ترقی کرتے ہوئے کہتا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (العصر:4) پہلے تو میں نے یہ بتایا تھا کہ اسلام کہتا ہے کہ غصہ کو دبالینا چاہیے پھر دل سے نکال دینا چاہیے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرنا چاہیے مگر اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اس سے بھی آگے لے جاتا ہے اور امن قائم رکھنے کیلئے یہ سمجھاتا ہے کہ اگر کسی سے قصور یا برائی ہوجائے اور اسے معاف کرنے سے کوئی برانتیجہ نہ نکلتا ہو تو معاف کردینا چاہیے۔ پھر جس طرح تم خود اس پر عمل کرو اسی طرح دوسروں کو کہو کہ اگر کوئی ان پر ظلم کرتا ہے اور انہیں نقصان پہنچاتا ہے تو وہ بھی اس صورت میں جبکہ برانتیجہ نہ نکلتا ہو معاف کردیا کریں اور نہ صرف معاف کردیا کریں اور اس سے بدلہ نہ لیں بلکہ اس سے اچھا سلوک کریں اور اس پر احسان کریں۔ اب اس تعلیم پر کسی ملک کے باشندے عمل کرکے دیکھ لیں کہ کس طرح جھگڑے اور فساد مٹ جاتے ہیں اور کیسا اعلیٰ امن قائم ہوسکتا ہے۔

..................باقی آئندہ

صدرِمملکت مالٹا سے ملاقات۔فلاحی تنظیم کے لئے وہیل چیئرز کا عطیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالٹا کو تبلیغ کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں کی بھی توفیق مل رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ مالٹا کی طرف سے مالٹا کمیونٹی چیسٹ فنڈ فاؤنڈیشن کو دس وہیل چیئرز کا عطیہ دیا گیا۔ یہ عطیہ عزت مآب میری لوئیس کولیرو پریکا (Marie-Louise Coleiro Preca) صاحبہ صدر مملکت مالٹا کی خدمت میں اُن کے آفس بمقام San Anton Palace میں 29رنومبر2018ء کو پیش کیا گیا۔

مکرم لئیق احمد عاطف صاحب صدر مملکت مالٹا Marie-Louise Coleiro Preca کو جماعتی لٹریچر دیتے ہوئے

مالٹا کمیونٹی چیسٹ فنڈ فاؤنڈیشن ایک فلاحی تنظیم ہے اور صدر مملکت کی زیرنگرانی انسانی فلاح و بہبود کے کام سرانجام دیتی ہے اور اس تنظیم کے زیادہ تر اخراجات عطیات سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

صدرِ مملکت مالٹا نے جماعتی عطیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جماعت کی طرف سے دو سال قبل جو وہیل چیئرز کا عطیہ دیا گیا تھا وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے اور بہت سے ضرورتمند افراد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ آج کے عطیہ سے مزید ضرورتمند افراد مستفیض ہوں گے۔

اس موقع پر صدر مملکت مالٹا کی خدمت میں جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا گیا اور انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت باسعادت میں جماعت کی خدمت خلق اور قیام امن کے لئے کاوشوں سے متعلق بتانے کا موقع بھی ملا۔

صدر مملکت مالٹا نے بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور بھائی چارہ کے قیام کے لئے جماعتی کوششوں کو بہت سراہا اور کہا کہ وہ جماعت کے کاموں سے بہت متاثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت ڈالے۔

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا)

فن لینڈ میں سہ روزہ تربیتی پروگرام۔اور اَدبی مشاعرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ فن لینڈ کو 28۔29۔30 دسمبر 2018ء کو تین روزہ تربیتی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ان ایام میں تمام انصار کو نماز تہجد، باجماعت نماز، نفلی روزہ، تلاوت قرآن پاک، اور دعائیہ خط لکھنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی۔ اس پروگرام کے آخری روز بروز اتوار صبح باجماعت نمازِ تہجد ادا کی گئی۔ نماز ظہر وعصر کے بعد اجلاس عام میں ایک تعارفی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں 2014ء کے بعد شامل ہونے والے اور 2019ء میں نئے شامل ہونے والے انصار خصوصی طور پر مدعو تھے۔ ایک دستاویزی ویڈیو کے ذریعہ انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور مجلس انصار اللہ فن لینڈ کا تاریخی تعارف کروایا گیا۔

مشاعرہ کے دوران ایک تصویر

اس کے فوراً بعد ایک شاندار ادبی مشاعرے کا انعقاد ہوا جس میں مقامی شعراء کے ساتھ ساتھ لندن سے مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب بطور مہمان خصوصی اور کینیڈا سے مکرم بابر عطا صاحب بطور مہمان بذریعہ انٹرنیٹ ویڈیو کال کے ساتھ آن لائن شامل ہوئے۔ مشاعرہ تقریباً 2 گھنٹے جاری رہا۔ تمام شعراء نے نہایت خوبصورت کلام پیش کیا۔ مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کے منظوم کلام اور شگفتہ بیان سے شاملین بہت لطف اندوز ہوئے۔ اس مشاعرے میں 50ر احباب حاضر تھے۔ ان کے علاوہ پورے فن لینڈ میں 28 مقامات پر یہ پروگرام بذریعہ انٹرنیٹ دیکھا اور سنا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تربیتی پروگرام اور مشاعرہ بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ تمام انتظامیہ، مہمانان گرامی وشعرائے کرام کو جزائے خیر سے نوازے اور ہمیشہ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

(رپورٹ: مدثر احمد نقاش۔ صدر مجلس انصار اللہ فن لینڈ)

☆...☆...☆

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ اکتوبر، نومبر 2018ء

☆...لاکھوں لوگ خلیفہ وقت کو خط لکھتے ہیں اور ملاقات کے لئے آتے ہیں لیکن خلیفہ وقت کا اپنے عشاق کو یاد رکھنا غیر معمولی اور خارق عادت امر نہیں تو اور کیا ہے۔☆...جب ہم ملاقات کے لئے حضورِانور کے دفتر میں داخل ہوئے تو حضورِانور کا چہرہ مبارک نور سے چمک رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور کے دائیں بائیں کھڑے ہوں۔ (حضورِانور سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کے تاثرات)

فیملی ملاقاتیں، لجنہ اماء اللہ یوایس اے کی نیشنل عاملہ کی حضورِانور سے ملاقات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

31/اکتوبر 2018ء بروز بدھ

(حصّہ دوم۔آخری)

فیملی ملاقاتیں

بعدازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 74 فیملیز کے 395 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز امریکہ کی درج ذیل چھ جماعتوں سے آئی تھیں۔ Brooklyn، Potomac، Richmond، سلورسپرنگ، ساؤتھ ورجینیا، Willingboro۔اس کے علاوہ ایک عرب ملک سے آنے والے احباب نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔

مکرم خلیل احمد صاحب جن کا تعلق نیویارک کی جماعت بروکلن سے ہے۔ ملاقات کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضورِانور سے ملاقات کی خوشی میں ہم دو تین دن سے سو بھی نہیں سکے ہیں۔ بچے حضورِانور سے ملاقات کے لئے ایک ماہ سے زائد عرصہ سے تیاری کرتے رہے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس نے ہمیں یہ لمحہ بھی دکھایا کہ ہمارے پیارے خلیفہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

مکرم اسداللہ محمد صاحب امریکہ کی ساؤتھ ورجینیا جماعت سے اپنی فیملی کے ساتھ ملاقات کے لئے آئے تھے، کہتے ہیں کہ بچوں اور فیملی کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ حضورِانور کے بارہ میں ہم نے ہمیشہ سنا تھا کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا ہے۔ آج ملاقات میں ہم نے اپنی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ بھی کرلیا۔ جب میری اہلیہ نے دوران ملاقات اپنا تعارف اپنے والد صاحب کے نام سے کروایا تو حضورِانور نے فرمایا کہ وہ تو مجھے لندن کے جلسہ پر ملے تھے اور خط بھی لکھتے رہتے ہیں۔ لاکھوں لوگ خلیفہ وقت کو خط لکھتے ہیں اور ملاقات کے لئے آتے ہیں لیکن خلیفہ وقت کا اپنے عشاق کو یاد رکھنا غیر معمولی اور خارق عادت امر نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک صاحب زبیر اختر صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ نیویارک سے پانچ گھنٹے کا سفر طے کر کے اپنے آقا کی ملاقات کے لئے پہنچے تھے، بیان کرتے ہیں۔ ہم 2016ء میں امریکہ آئے۔ پاکستان میں ہمیں حضورِانور کی زمینوں پر کام کرنے کا موقع ملا۔ دوران ملاقات تمام فیملی نے محسوس کیا کہ حضورِانور کا چہرہ مبارک ایک خاص نور سے منور اور چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ان کے بیٹے حمدان صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضورِانور کے دفتر میں داخل ہوئے تو ان کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہاں کوئی اَور ہی دنیا ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا ان کی طاقت سے باہر ہے۔

ایک دوست محمد شاہد صاحب نے اپنی فیملی کے ہمراہ حضورِانور سے ملاقات کا شرف پایا۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کے دوران ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وقت رُک سا گیا ہو۔ اِردگرد کی دنیا ٹھہر گئی ہو اور اب ملاقات کے بعد میں یوں محسوس کرتا ہوں جیسے دوبارہ نئے سرے سے اِس دنیا میں واپس آیا ہوں۔ میں نے ماضی میں اپنی ایک ملاقات میں حضورِانور سے معانقہ کی درخواست کی تھی تو حضورِانور نے فرمایا تھا کہ ابھی بہت سارے لوگ ملاقات کے لئے قطاروں میں انتظار کررہے ہیں۔ لہٰذا ابھی نہیں پھر کبھی۔ میں نے حضورِانور کو یہ بات بتائی تو حضورِانور نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے مجھے معانقہ کی سعادت بخشی۔

مدثر چوہدری صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ کئی گھنٹوں کی مسافت طے کر کے حضورِانور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں:۔ یہ ہماری حضورِانور سے پہلی ملاقات تھی۔ ان کی اہلیہ کہنے لگیں کہ حضورِانور کے چہرہ مبارک پر ایک عجیب نور ہے جو فوراً دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے آپ کو گھیرا ہوا ہو۔ حضورِانور سے مل کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے دل امن میں آ گئے ہوں اور ہم بس حضورِانور کا دیدار کرتے رہیں اور وقت تھم جائے۔

بروکلین جماعت نیویارک سے آنے والے ایک دوست مرزا محمد عدنان صاحب کی اپنی فیملی کے ساتھ حضورِانور سے ملاقات تھی۔ کہنے لگے کہ آج ہم اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کررہے ہیں۔ آج حضورِانور سے ہماری پہلی ملاقات تھی۔ دورانِ ملاقات ایک بات ایسی ہوئی کہ جسے میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ جب میں نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ خاکسار ڈاکٹر بن رہا ہے تو حضورِانور نے مجھے ایک قلم تبرکاً عنایت فرمایا اور نصیحت فرمائی آپ اپنا پہلا نسخہ اس سے لکھیں یہ آپ کے لئے بابرکت ہوگا۔

رانا محمد محسن صاحب نے اپنی فیملی کے ساتھ ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ آج ہماری زندگی کی پہلی ملاقات تھی۔ حضورِانور سے مل کر اس طرح محسوس ہوا جیسے میں اندر سے تبدیل ہو چکا ہوں۔ اب میں ایک نیا عزم لے کر آیا ہوں کہ پہلے سے بڑھ کر اچھائی کی طرف قدم بڑھاؤں گا۔ ان کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ حضورِانور کی شخصیت ایسی پُرکشش اور پُرنور تھی کہ میں تو حضورِانور کے چہرہ مبارک کا دیدار ہی کرتا رہا۔ ان کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ میری خواہش تھی کہ حضور مجھے انگوٹھی عنایت فرمائیں لیکن میں نے خود کچھ کہا نہیں۔ جب حضورِانور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ میری شادی ہوگئی ہے تو میں نے عرض کیا کہ شادی ہوچکی ہے۔ اس پر حضورِانور نے ازراہِ شفقت مجھے انگوٹھی عطا فرمائی۔

ایک خاتون اپنے بچوں کے ہمراہ ملاقات کے لئے آئی تھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے میری 16 سال کی عمر میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں آج خلیفۃ المسیح سے ملی ہوں۔ میرا ایمان تازہ ہوگیا ہے۔ حضورِانور نہایت شفیق روحانی باپ ہیں۔ میرے شوہر کا انتقال ہوچکا ہے۔ حضورِانور نے ازراہِ شفقت میرے تمام بچوں سے باری باری ان کی پڑھائی کے بارہ میں دریافت فرمایا اور نہایت محبت وشفقت کے ساتھ ان سے باتیں کیں۔

میری بیٹی فارمیسی کی تعلیم حاصل کررہی ہے، اُس نے حضورِانور سے پوچھا کہ کیا وہ ایسی دوائی استعمال کرسکتی ہے جس میں گائے کا گوشت استعمال ہوا ہو جو اسلامی طریق کے مطابق حلال نہیں کی گئی؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: مریض بالکل ایسی دوائی استعمال کرسکتا ہے بلکہ پاکستان میں کئی کھانسی کے سیرپ ملتے ہیں جن میں الکوحل بھی استعمال ہوتی ہے۔ دراصل بیماری کے علاج کے طور پر اس قسم کی ادویات کا استعمال شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے۔

ایک دوست محمد رفیق نون صاحب کئی گھنٹوں کی مسافت طے کر کے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ ملاقات کے لئے آئے تھے۔ بیان کرتے ہیں: آج ہم نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ حضور سے مصافحہ کیا، باتیں کیں۔ خوشی سے ہماری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ آج ہم بہت خوش نصیب لوگ ہیں کہ خلیفہ وقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

طاہر احمد صاحب جن کا تعلق سنٹرل ورجینیا جماعت سے ہے اپنی فیملی کے ہمراہ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب ہم ملاقات کے لئے حضورِانور کے دفتر میں داخل ہوئے تو حضورِانور کا چہرہ مبارک نور سے چمک رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور کے دائیں بائیں کھڑے ہوں۔ موصوف کی اہلیہ نے بتایا کہ گزشتہ سال میں مفلوج ہوگئی اور اپنی صحت یابی کے لئے حضورِانور کو باقاعدگی سے خط لکھتی تھی جن کا حضورِانور کی جانب سے متواتر جواب بھی موصول ہوتا تھا۔ اب خدا کے فضل سے میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا کے نتیجہ میں معجزانہ طور پر بہت حد تک صحتیاب ہوچکی ہوں۔ دوران ملاقات جب ان کے بیٹے نے حضورِانور سے اپنی والدہ کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضورِانور نے فرمایا ان کو کچھ نہیں ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہوجائیں گی۔ موصوفہ نے اس پر کہا کہ اس طرح حضورِانور نے مجھے میری مکمل صحت کی خوشخبری پہلے ہی دے دی ہے۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ اب بیماری کے جو تھوڑے بہت اثرات باقی رہ گئے تھے، وہ بھی اب ختم ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

ملاقاتوں کا یہ پروگرام تین بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الرحمٰن تشریف لا کر نمازِ ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی ملاقات

آج پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے کی حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ تھی۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے چھ بجے میٹنگ روم میں تشریف لائے اور نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ یوایس اے کی حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور میٹنگ کا آغاز ہوا۔

☆ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ** سے دریافت فرمایا کہ کل کتنی مجالس ہیں؟ اور کیا ساری مجالس اپنی ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں؟

اس پر جنرل سیکرٹری نے عرض کیا کہ کل 74 مجالس ہیں اور الحمد للہ تمام مجالس اپنی رپورٹس باقاعدگی سے بھجواتی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ ان مجالس کی رپورٹس پر فیڈ بیک کون دیتا ہے؟ متعلقہ شعبہ کی سیکرٹری فیڈ بیک دیتی ہیں یا صدر صاحبہ؟

اس پر جنرل سیکرٹری نے عرض کیا کہ متعلقہ شعبہ کی سیکرٹریز بھی اور صدر صاحبہ بھی فیڈ بیک دیتی ہیں۔

☆ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر صدر صاحبہ نے عرض کیا کہ اُن کا دفتر تو وہاں موجود ہے لیکن وہ گھر سے ہی کام کرتی ہیں۔ لیکن جب پروگرامز وغیرہ کا انعقاد ہوتا ہے تو اس وقت دفتر کا استعمال ہوتا ہے۔ اور نائب صدر بھی آفس میں کام کرتی ہیں۔

☆ **سیکرٹری تعلیم** نے اپنے شعبہ کی رپورٹ دیتے ہوئے عرض کیا کہ قرآن کریم میں ہم سورۃ النساء پڑھ رہے ہیں اور نصف رکوع مع ترجمہ پڑھا جاتا ہے۔ ناظرہ کو بہتر کرنے کیلئے بھی کام ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ ہم نے 'کشتی نوح' کو نصاب میں رکھا ہے۔ اجلاسات میں بھی اس کے حصے پڑھے جاتے ہیں۔ ایک امتحان بھی رکھا ہوا ہے جس میں 64 فیصد لجنہ شامل ہوتی ہیں۔

سیکرٹری تعلیم نے عرض کیا کہ اس مہینہ ہم نے لفظی ترجمہ قرآن بھی شروع کیا ہے۔ یہ ہم نے الاسلام ویب سائٹ سے لیا جو کہ انصار اللہ یو کے نے تیار کیا تھا۔ یہ بہت فائدہ مند ہے۔

☆ **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تربیت سے دریافت فرمایا کہ ان کا سال کا کیا منصوبہ ہے اور اب تک اس میں کتنی کامیابی ہوئی ہے؟**

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ ہم ورک بک پر کام کر رہے ہیں جس میں ہر مہینہ مختلف مضامین ہوتے ہیں۔ ان مضامین میں شادی، بچوں کی تربیت، مالی قربانی کی اہمیت، نماز اور استقامت وغیرہ کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کو سننے کی طرف توجہ دلانے کیلئے بھی خاص کوشش کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بعض خطبات وغیرہ کو ڈسکس بھی کرتے ہیں؟

سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ جی حضور بعض مجالس اپنے پروگراموں میں ڈسکشن بھی کرتی ہیں، بعض خاص پوائنٹس لیکر اس پر بات کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ ہر خطبہ کے بعد اس میں سے سوالات تیار کر کے لجنہ کو دیتی ہیں؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ بعض مجالس میں لوکل سطح پر سوالات تیار ہوتے ہیں لیکن ابھی تک نیشنل لیول پر ہم نے ان کو شروع نہیں کئے۔ لیکن نیشنل لیول پر بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نیشنل لیول پر بھی کریں اور لوکل مجالس میں بھی کریں۔ پہلے وہ سوالات خود پڑھیں اور پھر ان سوالات کو فیملی ممبرز کے ساتھ ڈسکس کریں۔

سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ ہم بچوں کی تربیت پر بھی توجہ دے رہے ہیں۔ اس حوالہ سے ہم نے گزشتہ سال ایک کتاب تیار کی ہے۔ پھر ماؤں سے براہ راست رابطہ کر کے بھی بچوں کی تربیت اور بالخصوص نماز کے قیام کے حوالہ سے توجہ دلائی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر نیشنل سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ ہم نے نماز کے حوالہ سے سروے کیا ہے کہ کُل کتنی لجنہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتی ہیں۔ سروے کے مطابق 6 ہزار میں سے 4100 لجنہ کا جواب آیا تھا اور ان میں سے 80 فیصد لجنہ نماز ادا کر رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ تو لجنہ کی تعداد، باقی گھر والوں اور بچوں کے متعلق کیا رپورٹ ہے کہ وہ بھی نماز ادا کرتے ہیں؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ نماز باجماعت کے حوالہ سے تعداد کم ہے۔ ہمارا خیال ہے صرف 44 فیصد لجنہ اپنے گھروں میں نماز باجماعت ادا کر رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ لجنہ اپنے بچوں کو نماز کی ادائیگی کی طرف کیسے توجہ دلاتی ہیں؟ یہ بھی ماں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کی ادائیگی کروائے۔ کم از کم تیرہ، چودہ سال تک عمر کے بچوں کو نماز کیلئے کہیں۔ اس کے بعد وہ کچھ حد تک INDEPENDENT ہو جاتے ہیں۔ تو اس حوالہ سے بھی شعبہ تربیت کوئی کام کر رہا ہے؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ ہم ماؤں کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کی ادائیگی کیلئے کہا کریں۔

☆ **نیشنل سیکرٹری تبلیغ** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک ہمارے پاس 24 نومبائعات ہیں اور انشاء اللہ اس تعداد میں مزید بھی اضافہ ہو جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا کہ ان نومبائعات کا تعلق مختلف قوموں اور مذاہب سے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ان نومبائعات کا break down کر کے کہ ان میں سے کتنی Americans ہیں اور کتنی کا تعلق دیگر اقوام سے ہے، یہ معلومات سیکرٹری نومبائعات کو مہیا کیا کریں۔ تا کہ سیکرٹری نومبائعات ان کے حالات کے مطابق ان کیلئے تربیت کا پروگرام بنا سکیں۔ ان نومبائعات میں سے اگر ان میں سے کچھ مسلمانوں سے احمدی مسلمان ہوئی ہیں، یا عیسائیت سے اسلام قبول کیا ہے یا پہلے دہریہ تھیں یا کسی اور مذہب سے آئی ہیں، تو ان کی ضروریات اور حالات کے مطابق ان کی تربیت کا انتظام کیا جا سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر سیکرٹری تربیت برائے نومبائعات نے عرض کیا کہ نومبائعات میں عرب خواتین بھی ہیں اور بعض پاکستانی ہیں اور بعض کا تعلق دیگر اقوام سے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ کی ٹیم میں کوئی عربی جاننے والی خاتون بھی شامل ہیں؟ اس پر سیکرٹری تربیت نومبائعات نے عرض کیا کہ فی الحال ان کی ٹیم میں کوئی عرب خاتون نہیں ہے۔ زبان کے حوالہ سے عرب خواتین سے رابطہ کرنے میں کسی قسم کی کوئی مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا خیال ہے اب تو پرانے عرب احمدی بھی کافی ہیں جو آپ کی اس سلسلہ میں مدد کر سکتے ہیں۔ اگر زبان کا مسئلہ نہ بھی ہو تو کلچر کا فرق بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی عربی خاتون زیادہ بہتر طریق پر عرب نومبائعات کی دیکھ بھال کر سکتی ہیں۔ صرف زبان ہی ایک روک نہیں ہے۔ اور بھی کئی چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تبلیغ سے دریافت فرمایا کہ آپ کا دوران سال کتنی بیعتوں کا ٹارگٹ ہے؟ یہ جو 24 نومبائعات آپ نے بتائی ہیں وہ لجنہ کے ذریعہ احمدی ہوئی ہیں؟

سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا کہ ہمارا 50 سے 60 بیعتوں کا ٹارگٹ ہے۔ اور 24 کی تعداد لجنہ کے ذریعہ احمدی ہونے والی خواتین کی ہے۔ لیکن میں نے اس حوالہ سے سیکرٹری تربیت نومبائعات سے بات کی تھی کہ دیگر تنظیموں یا جماعتوں کی طرف سے ہونے والی بیعتوں کے حوالہ سے بھی معلومات ہونی چاہئیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب تو سال ختم ہونے والا ہے اور آپ اس وقت پلاننگ کر رہی ہیں۔ اب تو اگلے ٹرم کے الیکشن ہونے والے ہیں اور اس کے بعد نئی عاملہ بنے گی۔ اس لئے آپ یہ چیزیں نوٹ کر لیں اور اگر آپ کی جگہ کوئی اور سیکرٹری تبلیغ آتی ہیں تو ان کو اس حوالہ سے recommend کریں۔

☆ اس کے بعد **سیکرٹری خدمت خلق** نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی طرف سے افریقہ میں ایک ماڈل ولیج کی تعمیر کا منصوبہ ہے اور اس کیلئے 75 ہزار امریکن ڈالر دیا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت اچھی بات ہے۔ میں نے انصار اللہ کو بھی لجنہ کی مثال دے کر کہا تھا کہ اگر لجنہ ماڈل ولیج کیلئے خرچ برداشت کر سکتی ہیں تو انصار اللہ کو بھی چاہیے کہ کسی بڑے پراجیکٹ کا خرچ برداشت کریں۔ میں آپ لوگوں کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ اپنے خاوندوں کو اس طرف توجہ دلایا کریں۔

سیکرٹری خدمت خلق نے مزید رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے اس سال 40 ہزار ڈالرز عید کے موقع پر بچوں کو تحائف دینے کیلئے پیش کئے ہیں اور آٹھ لجنہ کو خدیجہ سکالرشپ دی گئی تا کہ وہ اپنی پڑھائی مکمل کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری خدمت خلق نے بتایا کہ چیریٹی واکس اور مینا بازاروں کے ذریعہ بھی 13 ہزار ڈالرز سے زائد کی رقم ہیومینیٹی فرسٹ کو دی گئی۔ اس کے علاوہ بہت سی لجنہ براہ راست بھی ہیومینیٹی فرسٹ میں donate کرتی ہیں۔

☆ اس کے بعد **سیکرٹری ناصرات** نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت امریکہ بھر میں ناصرات کی تعداد 1015 ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ تعداد درست نہیں ہے۔ ناصرات کی تعداد 1015 سے زیادہ ہونی چاہیے۔

سیکرٹری ناصرات نے عرض کیا کہ حضور انور نے درست فرمایا ہے کیونکہ کافی نئی فیملیز وغیرہ آئی ہیں اور ان کی تعداد کا ابھی علم نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ سیکرٹریات تجنید کو چاہیے کہ وہ گھر گھر جا کر تجنید کے حوالہ سے معلومات لیں۔ تجنید کا کام grass root level پر ہونا چاہیے۔ خواتین تو دوسری خواتین کے گھروں کے اندر بھی جا سکتی ہیں جبکہ مرد گھروں کے اندر نہیں جا سکتے۔ اس لئے لجنہ کے پاس تجنید کے حوالہ سے زیادہ معلومات ہونی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے ہیوسٹن میں بتایا گیا تھا کہ جب لوگوں کو میری امریکہ میں آمد کا پتہ چلا تو بے شمار لوگوں نے ملاقات کے حوالہ سے درخواستیں دینی شروع کر دیں اور ان کا جماعت کو علم ہی نہیں تھا۔ اس طرح فیملیوں کی ایک بڑی تعداد تھی جن کا جماعت کیساتھ رابطہ ہوا۔ اس لئے لجنہ بہتر طور پر تجنید ڈیپارٹمنٹ کی مدد کر سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے Halloween وغیرہ کے متعلق ناصرات کو بتانے کے لئے کوئی پروگرام وغیرہ نہیں کئے۔ واقفاتِ نو کی کلاسوں میں بہت سی بچیوں کو اس حوالہ سے علم نہیں تھا اور مجھ سے پوچھ رہی تھیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ grass root level پر جا کر کام نہیں ہوتا۔

☆ اس کے بعد **معاونہ صدر** نے بتایا کہ ان کے سپرد 'میڈیا واچ' کا کام ہے۔ ہم لجنہ کو توجہ دلاتی ہیں کہ وہ اخبارات و رسائل میں خطوط اور op-eds لکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ابھی تک کتنی لجنہ نے خطوط یا op-eds لکھ کر بھجوائے ہیں؟ اس پر معاونہ صدر نے عرض کیا کہ گزشتہ سال 58 لجنہ نے 109 خطوط اور مضامین لکھے تھے۔ اس کو بہتر بنانے کے حوالہ سے ہم کام کر رہے ہیں اور اب ہم نے ماہانہ campaigns شروع کی ہیں۔ جیسے نومبر میں thanksgiving کا پیریڈ ہے۔ اس حوالہ سے اسلام میں thanksgiving کے تصور کے بارہ میں مضامین لکھنے کی تحریک کی ہے۔ اسی طرح مختلف حالات حاضرہ کے مسائل کی روشنی میں بھی تحریک کی جاتی ہے۔

☆ سیکرٹری اشاعت نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ ہمارا سہ ماہی رسالہ کی digital کاپی تمام لجنہ کو جاتی ہے۔ اور اس کو ریکارڈ کے لئے تھوڑی سی تعداد میں پرنٹ بھی کیا جاتا ہے۔

☆ اس کے بعد سیکرٹری صحت جسمانی نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ اس وقت 25 فیصد لجنہ ورزش کرتی ہیں۔ ہم نے اب جماعتی پروگراموں اور میٹنگز میں ورزش پر زور دینا شروع کیا ہے۔

☆ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تجنید نے عرض کیا کہ وہ تجنید کے حوالہ سے مطمئن نہیں ہیں لیکن اب لوکل سیکرٹریات تجنید کے ذریعہ کوشش کر رہی ہیں۔ بعض مجالس کی لوکل سیکرٹریات active نہیں ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر لجنہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ سیکرٹریات تجنید ہوں یا کسی بھی اور شعبہ کی کوئی سیکرٹری ہوں اگر وہ فعال نہیں ہیں اور اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہیں تو آپ کے پاس اختیار ہے کہ ایسی سیکرٹریات کو تبدیل کر دیں اور ان کی جگہ ایسی لجنہ کو لیکر آئیں جو فعال ہوں۔ کم از کم آپ کے پاس معلومات تو پوری ہوں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تجنید نے بتایا کہ اس وقت لجنہ کی کُل تجنید 6291 ہے۔ لیکن ہمارے پاس عمر کے مطابق تجنید کا breakdown نہیں ہے۔

☆ معاونہ صدر برائے واقفات نو نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ہمارے پاس 611 واقفاتِ نو ہیں۔ ان میں سے 311 پندرہ سال سے زائد عمر کی ہیں۔ 241 اٹھارہ سال یا اس سے اوپر کی ہیں۔ ان سب نے اپنے وقف کے معاہدہ کی تجدید کر لی ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر معاونہ صاحبہ نے عرض کیا کہ ہم رپورٹ صدر لجنہ اور نیشنل سیکرٹری وقف نو کو بھجواتے ہیں۔ وہ پھر آگے مرکز میں بھجواتے ہیں۔

☆ اس کے بعد **سیکرٹری صنعت و تجارت**

...باقی صفحہ 16 پر...

پنڈت لیکھرام کی ہلاکت

ایک انذاری پیشگوئی کا ظہور

آصف محمود باسط

بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی کامل غلامی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو سنت انبیاء کے مطابق آپؑ سے بھی عوام اور علماء کی طرف سے ان عظیم الشان دعاوی کی صداقت کے ثبوت مانگے گئے۔ تب گو آپؑ کے حق میں صحف مقدسہ اور بزرگان سلف کی تحریرات بطور دلیلِ صداقت موجود تھیں، پھر بھی آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بیش بہا تائیدی نشانات عطا کیے گئے تا حق کے طالبوں پر اتمامِ حجت ہو سکے۔

آپؑ کا دعویٰ نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی توجہ کا یکساں مرکز بنا کیونکہ یہ تمام مذاہب آخری زمانہ میں ایک 'نجات دہندہ' کے منتظر تھے۔ ان تینوں مذاہب کے صحف مقدسہ میں آخری زمانہ میں آنے والے کرشن، اوتار اور مسیحا کی پیش خبریاں موجود تھیں پس صرف مسلمانوں کو ہی اس دعویٰ مسیحیت کی سچائی کے ثبوت درکار نہ تھے بلکہ دیگر بڑے مذاہب کے پیروکار بھی ان کے متقاضی تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد معرکۃ الآراء تصنیفات میں دیگر مذاہب کے صحفِ مقدسہ میں موجود ان پیش خبریوں پر سیر حاصل بحث موجود ہے جن میں آخری زمانہ میں آنے والے نبی اور مسیح کا ذکر ہے۔ ان کتب میں آپؑ نے وہ دلائل پیش کیے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کس رنگ اور پہلو سے وہ پیشگوئیاں آپؑ کی ہی ذات میں پوری ہوتی ہیں۔

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے یہ نظریاتی بحثوں کا زمانہ تھا جس میں محض علم کلام کے ذریعہ اپنے دلائل کی تشریح اس دَور کے ہندوستان میں کافی نہ سمجھی جاتی تھی۔

اس زمانہ میں مناظرہ کا جو طریق متعدد ہندوستانی ریاستوں میں رواج پکڑ چکا تھا اس کے مطابق فریقین ایک دوسرے کے ساتھ بحث مباحثہ کرتے اور آخر تک ہر ایک اپنے آپ کو فاتح ثابت کرنے کی کوشش کرتا، مگر اس طرح نتیجہ کچھ بھی نہ نکلتا تھا کیونکہ ہر ایک کا مقصد طلبِ حق یا حصولِ علم کی بجائے فریقِ مخالف کی تذلیل وتحقیر ہوتا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی متعدد مناظرے کیے مگر اس طریق کے بے فائدہ ہونے کے باعث آپؑ نے اس طرز تبلیغ کو ترک کر دیا۔ آپؑ نے حق کے طالبوں کی روحانی تسکین کے لئے ایک منفرد طریق متعارف کروایا اور وہ طریق حق کو پہچاننے کیلئے زندہ خدا یعنی اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرنے کا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہدایت کے متلاشی کو آپؑ کے پاس آنا چاہیے اور کچھ وقت آپؑ کی صحبت میں گزارنا چاہیے تا وہ آپؑ پر خدا تعالیٰ کے نازل ہونے والے افضال اور ظاہر ہونے والے الٰہی تائیدی نشانات کا خود مشاہدہ کر سکے۔ چنانچہ ہزاروں افراد نے اس طریق کے مطابق عمل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کی اور اپنی نجات کے سامان کیے۔

اگرچہ آپؑ کا یہ طرزِ عمل آنحضور ﷺ اور امت مسلمہ کے صلحاء وصوفیاء کی سنت مقدسہ کے عین مطابق تھا لیکن امت مسلمہ میں مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ تقریباً ناپید ہو چکا تھا۔

انبیاء کی سنت کے مطابق ایک اَور طریق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار فرمایا وہ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(سورۃ الجن، آیت نمبر 27-28)

کہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم صرف اپنے چنیدہ رسولوں پر ہی ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ متعدد پیشگوئیاں عالمگیر اثرات کی حامل تھیں جبکہ بعض پیشگوئیاں چند مخصوص افراد سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ان میں پنجاب میں طاعون کی وباء پھیلنے کی پیشگوئی سے لیکر زارِ روس کی سلطنت کی تباہی اور عالمی تباہ کاریوں اور جنگوں کی پیشگوئیاں شامل ہیں جو کہ عین اپنے مقررہ وقت پر پوری ہوئیں۔

(Ahmadiya Movement and Its Western Propaganda by James Thayer Addison, Published: Harvard Theological Review 22, No. 1, January 1929: 1−32)

نیز وقت نے یہ بھی دکھلایا کہ کچھ افراد کے متعلق آپؑ کی بعض پیشگوئیوں نے عالمی شہرت حاصل کی جن میں مغربی دنیا میں الوہیت کے دعویدار مثلاً پگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں جو برطانوی، امریکی اور آسٹریلوی اخبارات اور جرائد میں شائع ہوئیں شامل ہیں۔

ایسی ہی ایک پیشگوئی لیکھرام کے متعلق تھی جو کہ آریہ سماج تحریک کا ایک سرگرم رکن تھا۔ یہ پیشگوئی دراصل آپؑ کی طرف سے اس کیلئے ایک تنبیہ اور انذار تھی۔ لیکھرام آنحضرت ﷺ کی مقدس ذات کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا تھا۔ آپؑ نے اولاً اسے اس مکروہ عمل سے منع فرمایا لیکن جب وہ اپنی بدزبانی میں تمام حدود پار کر چکا تو خدا کی پکڑ اور اُس کے عذاب کا مورَد بن کر رہتی دنیا تک عبرت کا ایک نشان بن گیا۔

برطانوی راج میں ہندوستان کا صوبہ پنجاب بے شمار مذاہب کی آماجگاہ اور مذہبی مناظروں کا 'اکھاڑہ' بن چکا تھا۔ اس صوبہ میں مسلمان، ہندو اور سکھ کثرت سے آباد تھے۔ مزید برآں عیسائیت کی ترویج بھی نئے طور طریقوں سے زور پکڑ رہی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سوامی دیانند سرسوتی نے 1875ء میں آریہ سماج کی تحریک کی بنیاد رکھی تا ہندو مذہب کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکے اور ان لوگوں کو دوبارہ ہندو مذہب میں شامل کیا جا سکے جو ہندومت کو چھوڑ چکے تھے۔

عقائد میں جدت کی بنا پر سوامی دیانند کو اپنے ہی دیگر ہندو شدت پسند فرقوں کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ مخالفت مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرف سے کی جانے والی مخالفت سے بھی بڑھ کر تھی۔ 1883ء میں سوامی دیانند کی وفات کے بعد اس کے تین شاگرد: گرودت، پنڈت لیکھرام اور لالہ منشی رام نے آریہ سماج کے عقائد کی تشکیل اور ان کی ترویج میں نہایت بنیادی کردار ادا کیا۔ گرودت نہایت تعلیم یافتہ اور علمی طبقہ میں اثرو رسوخ کا حامل تھا۔ اس نے اپنے ارد گرد ایک ایسی جماعت اکٹھی کر لی جو دیانند کی تعلیمات کی تفسیر پر یقین رکھتی تھی۔ چنانچہ تاریخ نے اس اہم موڑ پر آریہ سماج کو ایک شدت پسند تنظیم میں بدلتے ہوئے دیکھا۔

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 (November 1968)39−54)

بعد ازاں پنڈت لیکھرام جو کہ اس مذہبی شدت پسند تنظیم کا سربراہ مقرر ہوا اس نے اسلام کی شدید مخالفت کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا۔ مذکورہ بالا ماخذ میں کینیتھ جونز لیکھرام کی شدت پسندی کی بابت لکھتا ہے:

''مسلمانوں کے علاقہ میں پرورش حاصل کرنے کے بعد اور مسلمان پولیس افسران کے تحت اپنی خدمات انجام دینے کے بعد لیکھرام نفسانی طور پر متشدد ہندو کا روپ دھار گیا۔''

آہستہ آہستہ تقریر اور تحریر میں لیکھرام کے اسلام پر پَے در پَے حملے اس کی پہچان بن گئے۔ تب نہ صرف مسلمان اس کے اس متشدد رویہ کا تذکرہ کرتے بلکہ خود اس کے ساتھیوں کا بھی یہی خیال تھا اور انہوں نے سرعام اس کے اس رویہ کی بابت متعدد جگہ اظہار کیا۔

(کلیات آریہ مسافر از پنڈت لیکھرام، مطبوعہ: ستیادھرم پرچارک پریس سہارن پور، 1904ء)

آریہ سماجی تاریخ دانوں کا خیال تھا کہ اس کے اپنے مذہب آریہ سماج کیلئے پیار اور محبت کے جذبات نے اس کو اس حد تک متعصّب کر ڈالا تھا کہ وہ اپنے مخالفین کی کمیوں اور کوتاہیوں کو کبھی معاف نہ کرتا جبکہ وید کے متعلق کوئی بات کی جاتی تو وہ خاموش نہ رہ سکتا تھا اور نہایت سخت الفاظ میں حملہ آور ہوتا۔ وہ اس بات کی بھی پروا نہ کرتا کہ اس کے سامنے کون بیٹھا ہوا ہے۔

(کلیات آریہ مسافر از پنڈت لیکھرام، مطبوعہ: ستیادھرم پرچارک پریس جالندھر، 1897ء)

مذکورہ بالا مقام پر مصنف نے مزید تحریر کیا کہ لیکھرام کا لہجہ زبانی مباحثہ کے دوران نہایت درشت ہو جاتا۔

1893ء میں آریہ سماج دو گروہوں میں بٹ گیا اور دونوں عقائد کے لحاظ سے ایک دوسرے کے عین مخالف میدان میں آ کھڑے ہوئے۔ کسی قدر علمی شغف رکھنے والا طبقہ لالہ ہنس راج اور لالہ لجپت رائے کے گروہ میں شامل ہو گیا جبکہ دوسرا گروہ جس کے عقائد شدت پسندی پر مبنی تھے لیکھرام کی قیادت میں آ شامل ہوئے۔

(Hindu-Muslim Relations in British India: A Study of Controversy, Conflict and Communal Movements in Northern India, 1923−1928, by G R Thursby)

آریہ سماج کا یہ شدید جارحیت پسند گروہ ہر اس طریق پر گامزن رہا جس پر چل کر وہ کھلم کھلا مسلمانوں کی مخالفت کر سکتے تھے۔

اختلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے، سخت بے باکی سے گند اچھالنے اور استہزاء کرنے میں کینہ پرور اور گندہ دہن لیکھرام کو دعوت دی کہ وہ قادیان آئے اور آپؑ کے ہاں چند دن قیام کرے تا اس کے اعتراضات کا مدلل جواب اسے دیا جا سکے۔ وہ ان دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے نشانوں کا مشاہدہ بھی کرے اور اسے کوئی خاص نشان بھی دکھایا جا سکے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 651، مطبوعہ: اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز، سرے، انگلستان 2009 واستفتاء، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 110، لندن 1984ء)

لیکھرام نے اس دعوت کو قبول کیا اور 1885ء میں عازم قادیان ہوا۔

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 (November 1968)39−54)

اپنے قیام کے دوران اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا اور اسلام، بانی اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے عقائد کو اپنے طعن وتشنیع کا متواتر نشانہ بناتا رہا۔

(استفتاء، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 113-116، لندن 1984ء)

اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نشان نمائی کا مطالبہ کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ بھی اپنے پرمیشر سے ہندو مذہب کے حق میں نشان نمائی کیلئے درخواست کر رہا ہے۔

(استفتاء، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 110، لندن 1984ء)

لیکھرام نے آپؑ کو مباہلہ کی دعوت دی اور کہا کہ دونوں یہ دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر جائے۔

(استفتاء، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 110، لندن 1984ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں لیکھرام کے تمام اعتراضات کا جواب دیا وہاں آپؑ نے لیکھرام کے اس چیلنج کو بھی قبول فرمایا۔

(استفتاء، روحانی خزائن جلد 12)

لیکھرام نے پیشگوئی کی کہ پیشگوئی کی تاریخ سے تین برس کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیضہ کی وبا سے وفات پا جائیں گے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ لیکھرام چھ سال کی میعاد کے اندر اندر جبکہ یہ پیشگوئی عوام الناس تک پہنچ جائے عید کے روز اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

(Ahmadiya Movement and Its Western Propaganda by James Thayer Addison, Published: Harvard Theological Review 22, No. 1, January 1929: 1−32)

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 650، اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز، سرے، انگلستان، 2009ء)

اس جھگڑے کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے لازم ہے کہ اس کی وجوہات تک پہنچا جائے۔

لیکھرام تمام مذہبی جماعتوں میں اپنی شعلہ بیانی اور شدت زبانی کے باعث مشہور تھا۔ اس نے یہ طرزِ عمل آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سے ورثہ میں حاصل کیا تھا جو کہ ایسے حملے دیگر تمام مذاہب پر روا رکھتا تھا۔ اور ان کا اولین نشانہ اسلام تھا۔

(اخبار عام لاہور، صفحہ 169، مقامی اخبارات، برٹش لائبریری)

نیز دیکھیے:

(The Light of Truth, by Ganga Prasad Upadhaya, Page 780)

تقریر وتحریر میں اس کی طرف سے الفاظ کا چناؤ تمام مسلمانوں کیلئے نہایت تکلیف کا موجب تھا۔ مثلاً مذکورہ بالا

مصنف نے لکھا ہے کہ اس نے اسلامی نظریہ بہشت کو کنچنیوں کے دَر سے تشبیہ دی۔ لیکھرام نے اپنا یہ کاروبار آنحضورﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے میں گزارا اور اس طرح ہندو مسلم فسادات کی پنجاب میں بنیاد رکھ دی۔

(Arya Dharm by Kenneth W. Jones, University of California Press,1976, Page:146)

گو اس کی گندہ دہنی نے مسلمان حلقوں میں غصہ اور رنج کی ایک لہر پیدا کر ڈالی مگر ان کی طرف سے معقول طریق پر احتجاج کی کمی تھی۔

(پنجاب سماچار، برٹش لائبریری، مقامی اخبارات، صفحہ 184)

لیکھرام اور اس کے متبعین کی طرف سے اسلام اور بانی اسلام آنحضورﷺ کے خلاف کی جانے والی ہرزہ سرائی کا جواب مسلمان یا تو گالیوں سے دیتے یا جبر و تشدد کی آڑ لیتے۔ 1880ء اور 1890ء کی اخیر کی دہائی میں مقامی زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات مسلسل مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان بڑھتے ہوئے تناؤ کی صورتحال کو محفوظ کرتے رہے اور انہوں نے اس امر کو بڑی تفصیل سے بیان کیا کہ کس شدت کے ساتھ یہ دونوں مذاہب ایک دوسرے کے عقائد پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اس دہائی کے اخیر تک خصوصاً 1897ء میں ایسی خبروں کی تعداد بہت بڑھ چکی تھی۔

(برٹش لائبریری، مقامی اخبارات، خلاصہ جات، انڈیا آفس ریکارڈ)

آریہ سماج کی اسلام اور بانی اسلام کے خلاف گندہ دہنی پر معقول طریق احتجاج صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی طرف سے سامنے آیا جن کے اسلام کے بطل جلیل ہونے میں کسی کو کوئی شک نہ تھا۔

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 November 1968 146-148)

آپؑ کی پہلی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ منظر عام پر آئی اور ’’باب وین ڈر لنڈن‘‘ کے مطابق اس تحریر میں آپؑ نے نہایت احسن طریق پر اسلام کے خلاف دیگر مذہب خصوصاً آریہ سماج کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے۔

(Moral Languages from Colonial Punjab by Bob van der Linden, Page 185, New Delhi, Manohar, 2008)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تصنیف آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند کو بھی ارسال کی اور اس کو دعوت دی کہ وہ اس کتاب کی بابت مباحثہ کیلئے میدان میں آئیں مگر اس سے اس کا کوئی جواب ہی بن نہ پڑا چہ جائیکہ وہ اس کی کسی تحریر کا رڈ کرتا۔

(Moral Languages from Colonial Punjab by Bob van der Linden, Page 186, New Delhi, Manohar, 2008)

مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تصنیف کا والہانہ انداز میں خیر مقدم کیا جو اس بات کو ضروری سمجھتے تھے کہ ایسے اعتراضات کا سیر حاصل جواب دیا جائے۔

یہ کتاب نہ صرف اسلام کے دفاع میں لکھی گئی تھی بلکہ اس کتاب میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقدس صحف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے عقائد کی بیخ کنی کی گئی تھی۔ چنانچہ اس کتاب نے ہندوؤں اور عیسائیوں کی صفوں میں فکرمندی کی لہر دوڑا دی۔

(Moral Languages from Colonial Punjab by Bob van der Linden, Page 104, New Delhi, Manohar, 2008)

نیز دیکھیے: (البلاغ، فریاد درد، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 19) اور

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 November 1968) 149)

دلائل کی رو سے لاجواب ہونے کے بعد ان ہر دو مذاہب کے پیروکاروں نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا کھلا محاذ چھیڑ دیا۔

لیکھرام نے براہین احمدیہ کے جواب میں ’تکذیب براہین احمدیہ‘ لکھی جس کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اور پنڈت لیکھرام کی طرف سے متعدد اشتہارات شائع ہوئے۔ لیکھرام گندہ دہنی اور ہرزہ سرائی کے لحاظ سے اسلام کی دشمنی میں تمام مخالفوں سے سبقت لے گیا اور نہایت تحقیر آمیز کلمات سے اسلام کی مخالفت میں مصروف عمل ہو گیا۔ گو اس دور میں پنجاب اختلاف مذاہب کے لحاظ سے ایک اکھاڑے کی حیثیت رکھتا تھا مگر کوئی اور موضوع اس قدر دشنام دہی اور مذہبی انتہا پسندی کا موجب کبھی بھی نہ بنا جتنا کہ پنڈت لیکھرام کی اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف اگلنے والے زہر نے اپنا اثر دکھایا۔

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 (November 1968) 152)

مباحثہ، تقریر، تحریر اور تشدد تک کو اسلام کے خلاف پرچار کرنے میں روا رکھا گیا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ مع دیگر کتب لیکھرام کے اعتراضات کا کافی و شافی جواب تھیں اور دلائل و براہین قاطعہ سے مرصع تھیں۔

(صدقہ جاریہ برائے فرقہ آریہ از محمد عبدالماجد نیز دیکھیے نجات آریہ از خلیل محمد آدم)

پیشگوئی درباره لیکھرام

یہ وہ موقع تھا جب اسلام کے اس بطل جلیل کی طرف سے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یہ پیشگوئی 20/ فروری 1893ء کو شائع ہوئی۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہاماً یہ خبر دی گئی کہ اگر لیکھرام آنحضرتﷺ کے خلاف بدزبانی اور فتنہ پرداز گفتگو سے باز نہ آیا تو اس پر ایک دردناک عذاب نازل ہوگا جو کہ ہر لحاظ سے نہایت تکلیف دہ ہوگا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 650)

اس پیشگوئی کا اظہار خدا تعالیٰ کی طرف سے گاہے گاہے ہوتا رہا اور اس کے عذاب لیکھرام کے جاری اعمال کے ساتھ بڑھتے چلے گئے۔ جب شروع میں لیکھرام نے پیشگوئی کا مطالبہ کیا تو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان کیا کہ:

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهُ خُوَارٌ لَهُ نَصَبٌ وَ عَذَابٌ یعنی له کمثل نصب و عذاب

ترجمہ: یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے پس سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔

پھر مورخہ 20/فروری 1893ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ آپؑ لیکھرام کی بابت دعا کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20/فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلاء ہو جائیگا۔

ایک اَور پیشگوئی جو کہ آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے موصول ہوئی یہ تھی:

چھ سال کے اندر اس کا کام تمام ہو جائیگا۔

چنانچہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب کرامات الصادقین میں جو آپؑ نے الہام الٰہی کے تحت پیشگوئی کی میعاد مقرر کی جس میں اس پیشگوئی کا پورا ہو جانا لازم ٹھہرایا وہ عید کا دن ہوگا۔ (کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7) جب لیکھرام نے اپنے انجام کو پہنچنا تھا سوائے اس کے کہ وہ اپنی بدزبانی اور بدعملی سے باز آجائے۔

اسی طرح آپؑ نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری یا وبا کا نتیجہ نہ ہوگی بلکہ اسکی وجہ اور نتیجہ دونوں ہی اپنی نوعیت کے لحاظ سے پُر ہیبت اور خارق عادت ہوں گے۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 2-3)

پنڈت لیکھرام اپنی بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہ آیا اور اس نے آنحضورﷺ کے خلاف اپنی بدزبانی جاری رکھی۔ اگر تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مخالفین اسلام کے پاس آنحضورﷺ کی توہین کرنا وہ بہترین ہتھیار تھا جس سے وہ اپنے من پسند نتائج حاصل کرنے میں بآسانی کامیاب ہوتے رہے۔ (امہات المومنین، رنگیلا رسول اور Satanic Verses جیسی کتب اور عصر جدید میں نبی کریمﷺ کے خاکے بنانے جیسی مذموم حرکات دراصل پرتشدد ردعمل کو بھڑکانے کی ہی سازشیں ہیں)

اسلام پر اس مشکل گھڑی میں صرف بانی جماعت احمدیہ ہی مؤثر دفاع میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

(Gurus and Their Followers: New Religious Reform Movements in Colonial India, by Antony Copley, Page 111, Oxford University Press, New York, New Delhi, 2000)

لیکھرام کی طرف سے جاری شدہ گندہ دہنی پر مبنی بیانات خصوصاً بعنوان جہاد کے باعث مسلمان نہایت مشتعل ہوئے اور لیکھرام پورے پنجاب میں اپنی مفسدانہ کارروائیوں کے باعث نہ صرف مسلمانان پنجاب بلکہ، سکھوں اور ہندوؤں کے نشانہ پر بھی آ گیا۔

(Moral Languages from Colonial Punjab by Bob van der Linden, Page 186, New Delhi, Manohar, 2008)

ظلم کی وہ آگ جو لیکھرام نے خود بھڑکائی تھی اور اس کو اپنی گندہ دہنی اور عناد سے ہوا دی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت کیلئے راہ ہموار کرتی چلی گئی۔

قتل لیکھرام

مسلمان روز بروز اپنی بے چینی میں بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ بمبئی کے ملاؤں نے لیکھرام کو عدالتی کارروائی کی دھمکی دی اگر اس نے وہ تمام شائع شدہ مواد جس میں اس نے اسلام اور بانی اسلام آنحضورﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی سے کام لیا تھا ان کو جمع نہ کروایا۔

(اکمال الاخبار، شمارہ 21/مارچ 1890ء) نیز دیکھیے: (Tribune, May 3, 1890)

اس سب کے باوجود مسلمانوں اور آریوں میں خلش بڑھتی چلی گئی۔

پیسہ اخبار نے اپنے شمارہ 29/اگست 1896ء میں یہ خبر شائع کی کہ کتاب تکذیب براہین احمدیہ کا مقصد ایک عظیم فتنہ برپا کرنا ہے۔ گو کہ بظاہر یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ میں موجود اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے مگر پنڈت نے سخت سے سخت تنقید کے علاوہ اسلام اور بانی اسلام اور دیگر انبیاء اور ہر اس چیز کیلئے جس کو مسلمان مقدس سمجھتے ہیں نہایت گندہ دہنی سے کام لیا ہے۔ اسی طرح پیسہ اخبار نے حکومت وقت سے بھی استدعا کی کہ لیکھرام کے خلاف مناسب اور فوری اقدامات کیے جائیں اور اس کی کتب اور پمفلٹس پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے اسے عدالتی کارروائی کے ذریعہ دھمکانے کی کوشش کی اور اس کے خلاف دہلی کی عدالت میں توہین رسالت کا کیس بھی دائر کیا جو کہ مسترد کر دیا گیا۔

(Synopsis of the Lawsuit against Lekh Ram in Delhi, India Office Records, British Library, Shelf Mark IOR/LP/R/1/223)

نیز دیکھیے:

(Communalism in the Punjab: The Arya Samaj Contribution, by Kenneth W. Jones, Published: The Journal of Asian Studies 28, No, 01 (November 1968)152)

پنجاب کے باسی فتنہ و فساد کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ لیکھرام نے اپنی گندہ دہنی اور فتنہ پردازیوں کے باعث نہ صرف مسلمانوں کی مخالفت سمیٹی بلکہ عیسائی، سکھ اور کٹر ہندو اور سناتن دھرم کے پیروکار بھی اس کے خلاف میدان میں برسر پیکار ہو گئے۔

(اخبار، چودھویں صدی، مارہ 23/مارچ 1897ء) نیز دیکھیے: (اخبار: رہبر ہند، لاہور، شمارہ 15/مارچ 1897ء)

1897ء میں پنجاب کے مسلمانوں نے مؤرخہ 6/مارچ کو عید کا تہوار منایا۔ لاہور کی گلیوں میں خوشی اور تمکنت کی لہر دوڑ رہی تھی اور لیکھرام وچھو والی گلی اندرون لاہور میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ آج وہ اپنے ایک شاگرد کے ساتھ کمرے میں اکیلا موجود تھا جو کہ کئی ہفتوں سے اس سے سنسکرت سیکھ رہا تھا۔ اس کی بیوی اور اس کی ماں گھر کے صحن میں اس کے کمرے کے باہر موجود تھیں۔ صبح کی خاموشی یک دم ایک ہولناک چیخ سے ٹوٹی۔ پریشانی اور تعجب کی حالت میں لیکھرام کی ماں اور اس کی بیوی کمرے میں دَوڑ کر پہنچیں تو انہوں نے لیکھرام کو خون میں لت پت پایا۔ اس کے پیٹ میں خنجر کا وار کیا گیا تھا اور وہ اپنی انتڑیوں کو باہر آنے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ (دافع الاوہام از پنڈت دیو پرکاش، صفحہ 81) قاتل جس نے شاگرد کا روپ دھار کر لیکھرام کا کام تمام کر ڈالا تھا کہیں بھی ڈھونڈے میں نہ آتا تھا۔ لیکھرام کی والدہ اور بیوی نے بھی گواہی دی کہ کمرے سے باہر کوئی بھی نہ آیا تھا اور اس کے علاوہ گھر سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ لیکھرام نے اپنے بستر مرگ پر اپنی موت کا سبب اسی طالب علم کو قرار دیا جو کہ اس کے پاس پاک اور پوتر ہونے کی غرض سے حاضر ہوا کرتا تھا۔ اس بیان کی تصدیق اس کی ماں اور بیوی دونوں نے کی۔

(اخبار عام، لاہور، شمارہ 26 مارچ 1897ء) نیز دیکھیے: (اخبار رہبر ہند، لاہور شمارہ 15 مارچ 1897ء)

آغاز سے ہی لیکھرام کے قتل کے واقعات حیران کن اور خارق عادت شمار کیے جا رہے تھے۔ مقامی اخباروں نے بیان دیے کہ قاتل کا تعلق سناتن دھرم سے ہو سکتا ہے کیونکہ اس مذہب کے عقائد مسلسل لیکھرام کی طعن و تشنیع اور گندہ دہنی کا نشانہ بنتے چلے آ رہے تھے۔ بعض اخباروں میں یہ بیانات دیے گئے کہ کیونکہ وہ برہنہ حالت میں آخری وقت میں پایا گیا تھا چنانچہ اس کا قتل کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات کا نتیجہ بھی ہو سکتا تھا اور اس کا قاتل ... باقی صفحہ 17 پر ...

جماعت احمدیہ فرانس کے 26 ویں جلسہ سالانہ، سالانہ اجتماعات مجلس انصاراللہ ولجنہ اماءاللہ کا بابرکت انعقاد

جلسہ گاہ۔ بیت العطاء کا ایک خوبصورت منظر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فرانس کو 26 تا 28/اکتوبر 2018ء اپنا 26 واں جلسہ سالانہ اور سالانہ اجتماعات مجلس انصاراللہ ولجنہ اماءاللہ بمقام بیت العطاء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مقامی سرکاری انتظامیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی اجازت دیر سے ملنے کی وجہ سے جلسہ کا انعقاد اکتوبر میں کرنا پڑا۔ لیکن مقررہ تاریخوں کے قریب قریب مجلس انصاراللہ فرانس اور لجنہ اماءاللہ فرانس کے اجتماعات بھی تھے۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سارا معاملہ پیش کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ کے ایام میں ہی اجتماعات کو منعقد کرنے کی منظوری عنایت فرمادی۔ یوں سہ روزہ جلسہ کے پروگرام میں ایک سیشن کم کر کے ذیلی تنظیموں کے پروگرامز کے لئے وقت دیا گیا۔ الحمدللہ باہمی تعاون سے تینوں پروگرامز یعنی جلسہ سالانہ فرانس، اجتماع انصاراللہ اور اجتماع لجنہ اماءاللہ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے۔

لہٰذا اِمسال جلسہ سالانہ کی تیاری کے ساتھ انصاراللہ فرانس اور لجنہ اماءاللہ فرانس اپنے اپنے اجتماعات کی تیاری بھی کرتے رہے۔ متعدد میٹنگز ہوئیں اور خدام نے بالخصوص جلسہ گاہ کی تیاری کے سلسلہ میں متعدد وقارعمل کئے۔

پہلا دن۔ 26/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک

26/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک دوپہر کے کھانے کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ انچارج فرانس نے لوائے احمدیت لہرایا اور فرانس کا قومی پرچم مکرم اشفاق ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس نے لہرایا۔ مکرم طیّب احمد شاہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ فرانس نے لوائے انصاراللہ لہرایا۔ ڈیڑھ بجے مقامی جمعہ ادا کیا گیا۔ خطبہ جمعہ مکرم مبلغ انچارج صاحب نے پڑھایا۔ نماز جمعہ وعصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔

افتتاحی اجلاس

مکرم امیر صاحب فرانس کی صدارت میں دو بجے افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم بشیر احمد صاحب نے تلاوت مع اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ اس کے بعد مکرم نعمان خالد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے چند منتخب اشعار ترنّم کے ساتھ پڑھے۔ مکرم امیر صاحب فرانس نے افتتاحی تقریر ''خلافت خامسہ کے 15 سالہ بابرکت دور کی ایک جھلک'' کے موضوع پر کی۔ مکرم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے ساتھ وابستہ تائیدات الٰہیہ اور قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر ''وصیت کی برکات اور ایک موصی کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے مکرم اسامہ احمد صاحب مربی سلسلہ فرانس نے کی۔ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم بلال اکبر صاحب مربی سلسلہ فرانس نے ''مغربی ماحول میں تربیت اولاد کے بہترین ذرائع'' کے موضوع پر کی۔

پروگرام مجالس

افتتاحی اجلاس کے بعد مجلس انصاراللہ اور لجنہ اماءاللہ نے اپنے اپنے پروگرامز کیے۔ یاد رہے کہ یہ لجنہ اماءاللہ فرانس کا 32 واں جبکہ مجلس انصاراللہ فرانس کا 24 واں سالانہ اجتماع تھا۔ رات کے کھانے اور مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد بذریعہ ایم ٹی اے خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز براہ راست امریکہ سے سنا گیا۔

پروگرام اجتماع لجنہ اماءاللہ

جمعۃ المبارک کے روز صبح 9:30 بجے اجتماع کے افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید کے ساتھ ہوا۔ اردو اور فرنچ ترجمہ پیش کئے جانے کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ فرانس نے عہد دہرایا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند منتخب اشعار پڑھے گئے۔ اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ نے افتتاحی تقریر کی۔ اس تقریر کا فرنچ ترجمہ ساتھ ساتھ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جن کے لئے لجنہ ممبرات کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ان مقابلہ جات میں حسن قرأت اور حفظ قرآن کے مقابلے شامل تھے۔

جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کے بعد لجنہ اماءاللہ کے اجتماع کا دوسرا سیشن شروع ہوا۔ اس میں بھی اردو تقریر کا مقابلہ ہوا۔ اس کے لئے سات عناوین دیے گئے تھے۔ اور لجنہ ممبرات کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ نے شعبہ تربیت کے تحت چار روزہ تربیتی کلاس میں شامل ہونے والی ممبرات کو اسناد دیں اور شعبہ تعلیم کے تحت تحریری امتحان میں اعزاز حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات دیے۔

پروگرام اجتماع انصاراللہ

اِس اجتماع کا باقاعدہ آغاز مربی سلسلہ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب کی زیرِصدارت تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ عہد انصاراللہ اور نظم کے بعد مکرم طیّب احمد شاہ صاحب صدر انصاراللہ فرانس نے افتتاحی تقریر کی۔ افتتاحی سیشن کے آخر میں مکرم مربی صاحب نے مختصر نصائح کے بعد دعا کروائی۔ اس طرح شام سات بجے اجتماع انصاراللہ کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن۔ 27/اکتوبر بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن ہوا۔ 8 بجے حاضرین جلسہ کو ناشتہ پیش کیا گیا۔

پروگرام مجالس

صبح 9 سے ایک بجے تک ذیلی تنظیموں کے پروگرامز ہوئے۔ وقفہ برائے طعام کے بعد دو بجے نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں۔

پروگرام اجتماع لجنہ اماءاللہ

ہفتہ کے دن پروگرام صبح 10 بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم سے شروع ہوا۔ بعد ازاں مسز منیرہ دوبوری صاحبہ جنرل سیکرٹری نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اور تمام شعبہ جات کی کارکردگی کا مختصراً ذکر کیا۔ اس کے بعد مقابلہ نظم ہوا۔ اس مقابلہ کے لئے ممبرات کے دو گروپ بنائے گئے تھے۔ ایک گروپ اردو بولنے والی ممبرات کا اور دوسرا گروپ فرنچ اور عربی بولنے والی ممبرات کا تھا۔ نظم کے مقابلہ کے بعد فرنچ میں تقریری مقابلہ ہوا۔ اس میں عمر کے لحاظ سے دو گروپس بنائے گئے تھے۔

پروگرام اجتماع انصاراللہ

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے اجتماع کے علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا جس میں تمام انصار نے حصہ لیا۔ نائب صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم کی زیرِقیادت ایک چار رکنی وفد نے بھی مجلس انصاراللہ فرانس کے اِس تاریخ ساز اجتماع میں شرکت کی۔

اجتماع انصاراللہ 2018ء کے نصاب کے مطابق درج ذیل مقابلہ جات کروائے گئے۔

مقابلہ تلاوت قرآن کریم، مقابلہ حفظِ قرآن، مقابلہ ترجمۃ القرآن، مقابلہ تقاریر، مقابلہ نظم خوانی، مقابلہ اذان، مقابلہ تقاریر فی البدیہہ اور امتحان دینی معلومات۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اِجلاس

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم فیصل جمائی صاحب صدر جماعت سٹراس برگ کی صدارت میں جلسے کا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ مکرم نصرالرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن کریم مع فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم فہیم افضل صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے چند منتخب اشعار ترنّم کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ اس اجلاس کی تمام تقاریر فرنچ زبان میں تھیں۔ پہلی تقریر مکرم سعید ھدوی صاحب نے ''اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات'' کے عنوان پر کی۔

بعد ازاں نیشنل سیکرٹری امور خارجہ مکرم آصف عارف صاحب نے ''عصر حاضر کے مسائل اور ان کا اسلامی حل'' کے عنوان پر کی۔ تیسری تقریر مکرم عبدالغنی صاحب صدر جماعت ایولین نے ''نبی کریم ﷺ کے اصحابؓ کی خدمت اسلام'' کے عنوان پر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم عمر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے ''صداقت مسیح موعود علیہ السلام از روئے حدیث و بزرگان سلف'' کے موضوع پر کی۔

پروگرام مجالس

ساڑھے چار سے ساڑھے چھ بجے تک ذیلی تنظیموں کے پروگرامز ہوئے۔ وقفہ کے بعد پونے آٹھ بجے نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد ذیلی تنظیموں کے پروگرامز ہوئے۔

پروگرام اجتماع لجنہ اماءاللہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کے بعد شام کو لجنہ اماءاللہ کی مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔

پروگرام اجتماع انصاراللہ

پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے اجتماع انصاراللہ

حاضرین جلسہ کی ایک تصویر

کے ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ اِن مقابلہ جات میں والی بال، بیڈ منٹن، رسہ کشی، گولا پھینکنا وغیرہ شامل ہیں۔ تمام اراکین انصاراللہ نے سخت سردی کے باوجود بڑھ چڑھ کر اِن مقابلہ جات میں حصہ لیا خاص طور پر نومبائعین دوستوں نے بھرپور شرکت کی۔ پروگرام کے آخر پر خدام و انصار کے مابین ایک نمائشی والی بال میچ بھی کھیلا گیا جس میں خدام کی ٹیم ایک سخت مقابلے کے بعد فاتح قرار پائی۔

تیسرا دن۔ 28/اکتوبر بروز اتوار

تیسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن ہوا۔ 8 بجے ناشتہ پیش کیا گیا۔

پروگرام مجالس

9 سے 11 بجے تک ذیلی تنظیموں کے پروگرامز ہوئے۔ وقفہ کے بعد دو بجے نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ فرانس

یاد رہے کہ انہی ایام میں ایک ہال میں ناصرات الاحمدیہ فرانس کا اجتماع بھی ہوا۔ حسن قرأت، نظم، فرنچ اور اردو تقاریر، دینی اور جنرل نالج کے علاوہ اشاروں سے کہانی تیار کرنے اور مختلف موضوعات پر چارٹس تیار کرنے کے مقابلے ہوئے۔ ان مقابلہ جات کے آخر پر اعزاز حاصل کرنے والی ناصرات کو انعامات دیے گئے۔

پروگرام اجتماع لجنہ اماء اللہ

28/اکتوبر بروز اتوار جلسہ سالانہ اور اجتماع کا آخری دن تھا۔ اس روز صبح نو بجے اختتامی سیشن شراع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مختلف مقابلہ جات میں اعزاز حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات اور امتیازی اسناد دی گئیں۔ نیز سالانہ کارکردگی کے لحاظ سے مختلف حلقہ جات میں ٹرافیاں تقسیم کی گئیں۔ تقسیم انعامات کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کے حوالے سے تعلیم و تربیت، پردہ و حیاء، تعلق باللہ اور اپنی حالتوں کو تبدیل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ۔

خواتین کی سہولت کے لئے کتبِ سلسلہ اور اشیاء خوردونوش کے سٹالز لگائے گئے۔ سالانہ صنعتی نمائش بھی لگائی گئی۔ اس اجتماع کی کل حاضری 452 رہی۔ جن میں 288 ممبرات لجنہ، 8 مہمان، 86 ناصرات اور 70 بچے شامل تھے۔

پروگرام اجتماع انصاراللہ

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے مکرم اشفاق ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس کی زیرِ صدارت اجتماع انصاراللہ کا اختتامی اجلاس تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے انصار کا عہد دہرایا۔ مکرم ظفر اقبال صاحب ناظم اعلیٰ اجتماع نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد نائب صدر مجلس انصاراللہ **بیلجیئم** کو اپنے تأثرات پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔

تقریب تقسیمِ انعامات کے بعد مکرم طیبؔ احمد شاہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ فرانس نے تمام شاملینِ اجتماع کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب فرانس نے اراکینِ انصاراللہ کو نماز کے التزام، مالی قربانی اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب فرانس نے دعا کروائی اور یوں اجتماع انصاراللہ فرانس اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی اِجلاس

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس بصدارت مکرم امیر صاحب ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم حافظ بابر منصور صاحب نے مع اردو ترجمہ کرنے کی سعادت پائی۔ مکرم مطلوب احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام میں سے منتخب اشعار پیش کئے۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر کونے ادریسہ صاحب نے "خلافت امن کا حصار" پر فرنچ زبان میں کی۔ بعد ازاں مکرم مقصود الرحمٰن صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے "قیام صلوٰۃ کی اہمیت اور برکات" پر کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر "عالمگیر غلبہ اسلام اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مشنری انچارج فرانس نے کی۔ آپ نے قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم و منثور کلام کے اقتباسات پیش کر کے احباب جماعت کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور خلفائے احمدیت کے ارشادات بھی پیش کئے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ بعد ازاں ترانے پیش کئے گئے۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد سب احباب کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام شاملین جلسہ کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوں جو حضور علیہ السلام نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کے اختتام پر ترانہ کے دوران کی ایک تصویر

نمائش اور سٹالز

شاملین جلسہ کی دلچسپی اور ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹی سٹال اور فوڈ سٹال لگائے گئے۔ یہ سٹالز مستورات کی طرف بھی لگائے گئے تھے۔ مکرم اسامہ احمد صاحب مربی سلسلہ نے مختلف تصاویر اور تحریرات کی نمائش بھی لگائی۔

امسال جلسہ کی حاضری 924 رہی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ فرانس کو ترقیات سے نوازے۔ آمین

(رپورٹ مرسلہ: منصور احمد مبشر ناظم پروگرام جلسہ سالانہ فرانس)

☆...☆...☆

بقیہ : رپورٹ دورہ امریکہ 2018ء
...........................از صفحہ نمبر 12

نے اپنی رپورٹ پیش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حال میں کافی immigrants آئے ہیں اور زبان نہ آنے اور اس طرح کے دیگر مسائل کی وجہ سے جاب وغیرہ نہ ہونے کے حوالہ سے انہیں مشکلات درپیش ہیں۔ آپ کو اس حوالہ سے data اکٹھا کرنا چاہیے اور پھر اس ڈیٹا کے مطابق کوئی پروگرام تیار کر کے انہیں دیں۔ انہیں سلائی، کڑھائی وغیرہ سکھانے یا سلائی، کڑھائی کرنے کے حوالہ سے مدد دی جاسکتی ہے۔ ان کی products کو مارکیٹ کر کے انہیں اس کا کچھ حصہ دیا جاسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس حوالہ سے آپ کے پاس ڈیٹا بھی ہونا چاہیے کہ کتنی لجنہ ممبرات کی جاب کے حوالہ سے مدد کی گئی۔

☆ **سیکرٹری امورِ طالبات** نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ نیا شعبہ ہے۔ نیز فرمایا کہ کیا آپ کے پاس ڈیٹا موجود ہے کہ کتنی طالبات ہائی سکول میں ہیں، کتنی کالجز میں ہیں، کتنی یونیورسٹی میں ہیں اور کتنی دیگر پروفیشنل فیلڈز میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

اس پر سیکرٹری امورِ طالبات نے عرض کیا کہ ہم نے حال ہی میں سروے کیا ہے جس کا 369 لوگوں نے جواب دیا ہے اور ابھی مزید ڈیٹا جمع کر رہے ہیں۔ اس وقت سات chapters ہیں جہاں AMSA کام کر رہی ہے۔ ابھی مزید جماعتوں میں بھی اس کو قائم کرنے کے حوالہ سے کام ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری امورِ طالبات نے بتایا کہ AMSA اپنی اپنی یونیورسٹیوں میں تبلیغ کر رہی ہیں اور خدمت خلق کے کام بھی کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ AMSA کی صدران کو یہ بھی کہیں کہ وہ طالبات کو توجہ دلاتی رہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کی مکمل پیروی کریں۔

☆ اس کے بعد **سیکرٹری مال** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا ہمارا کُل بجٹ 3 لاکھ 82 ہزار ڈالرز کا تھا اور الحمدللہ ہم نے 4 لاکھ 27 ہزار سے زائد کی وصولی کی جو کہ proposed budget سے تیرہ فیصد زیادہ تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری مال نے بتایا کہ ہماری کمانے والی لجنہ ممبرات کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔ اور ان کا کل چندہ 2 لاکھ 42 ہزار سے زائد تھا۔

صدر لجنہ نے عرض کیا کہ میرے خیال میں یہ تعداد کم ہے۔ کل تعداد اس سے زیادہ ہوگی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر مقامی مجالس کی سیکرٹریاتِ مال فعال ہوں تو آپ اس حوالہ سے بہتری لاسکتی ہیں۔

☆ سیکرٹری مال نے بتایا کہ اجتماع کے چندہ کی کُل وصولی 74 ہزار ڈالرز سے زائد ہے۔ جبکہ اجتماعات پر کل خرچ 59 ہزار ڈالرز سے زائد آتا ہے۔ ریجنل اجتماعات پر ہم صرف ضیافت کا خرچ دیتے ہیں۔ باقی اخراجات ریجن خود اُٹھاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر صدر لجنہ نے بتایا کہ ملک میں کُل چار اجتماعات ہوتے ہیں۔ دورانِ سال ان چاروں اجتماعات کی حاضری 2337 تھی۔

صدر لجنہ نے عرض کیا کہ کیا انہیں اجتماع پر مزید اخراجات کرنے چاہئیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو حاضری میں اضافہ کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ اجتماع پر زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔ لیکن فضول خرچی نہیں ہونی چاہیے بلکہ احتیاط کیساتھ خرچ کریں اور حاضری میں اضافہ کریں۔

☆ **سیکرٹری تحریکِ جدید** نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ سال ہم نے 5 لاکھ 69 ہزار ڈالرز سے زائد وصول کئے تھے۔ جس میں گزشتہ سے پیوستہ سال میں 20 ہزار کا اضافہ تھا۔ ہمارا کوئی بجٹ یا ٹارگٹ مقرر نہیں تھا لیکن ہم نے کوشش کی تھی کہ 100 فیصد لجنہ تحریکِ جدید میں شامل ہوں۔ اس میں سات ہزار سے زائد شاملین تھے۔ ان میں لجنہ، ناصرات اور سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی شامل ہیں۔

سیکرٹری تحریکِ جدید نے بتایا کہ ہم نے ایک جگہ بھی خریدی ہے جس میں ایک گھر بھی تعمیر شدہ ہے۔ وہاں لجنہ ہال تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ جس میں 500 لجنہ آسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ دفاتر اور کچھ کمرے وغیرہ بنانے کا بھی پروگرام ہے۔ اس وقت ہم نے تعمیراتی کاموں کی پلاننگ اور اجازت وغیرہ کا کام شروع کیا ہے۔

☆ **سیکرٹری وقفِ جدید** نے بتایا کہ ان کے سپرد وقفِ جدید کے علاوہ معاونہ صدر برائے پبلک افیئرز کے امور بھی ہیں۔ سیکرٹری وقفِ جدید نے بتایا کہ وقفِ جدید میں شاملین کی کل تعداد 7300 سے زائد تھی جس میں ناصرات، سات سال سے چھوٹی عمر کی بچیاں بھی شامل ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2012ء میں ہمیں ہدایت فرمائی تھی کہ لجنہ ٹارگٹ میں سے 20 فیصد ناصرات کا ٹارگٹ ہونا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ چندہ کی رقم کی بجائے مجھے اُس میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا زیادہ فکر ہوتا ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ ساری ناصرات اس میں شامل ہوا کریں۔

سیکرٹری وقفِ جدید نے بتایا کہ سال 2017ء میں

وقفِ جدید کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ چندہ میں کمی نہیں لیکن رپورٹنگ سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے مکمل رپورٹ نہیں آتی۔ اس لئے ہم نے اس سال اپنا رپورٹنگ سسٹم تبدیل کیا ہے جس کی وجہ سے الحمدللہ شاملین کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

☆ معاونہ صدر برائے پبلک افیئرز نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ 2017ء میں ہم نے مقامی مجالس میں 117 پروگرام منعقد کئے تھے۔ اس کے علاوہ اس وقت 21 خواتین سینیٹرز ہیں اور ہم نے تمام خواتین سینیٹرز سے ملاقاتیں کی ہیں۔ یہ نیا شعبہ ہے، اس لئے اس میں ہم ابھی مزید کام کر رہے ہیں۔ ہر سال 9/11 کمپین بھی کرتے ہیں جس میں جو بھی خواتین میئرز، خواتین سینیٹرز یا دیگر خواتین جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ان کے ساتھ میٹنگز کی جاتی ہیں۔ ان میٹنگز میں ہم جماعت احمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا تعارف کرواتے ہیں۔ اس کا بڑا اچھا فیڈ بیک ملتا ہے۔

☆ معاونہ صدر نے عرض کیا کہ ہم نیشنل Day on Hill کا انعقاد کرتی ہیں۔ کیا اس میں تمام مجالس کی نمائندگی ضروری ہے؟ ہماری 74 مجالس ہیں اور اس موقع پر تقریباً 45 کی تعداد ہوتی ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تمام مجالس کی نمائندگی ضروری نہیں ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ نمائندگی ہونی چاہیے۔ ہر سال اس میں نئی مجالس اور نئے ممبرز شامل کرلیا کریں۔ اس سے انہیں بھی پتہ چلتا رہے گا کہ آپ لوگ یہاں کیا کرتی ہیں اور اس سے انہیں مقامی طور پر رابطے کرنے میں بھی فائدہ ہوگا۔

☆ اس کے بعد ریجنل صدران لجنہ اماء اللہ نے باری باری اپنے اپنے ریجنز کا تعارف کروایا اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان ریجنز کی مجالس اور لجنہ ممبرز کی تعداد کے متعلق استفسار فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ریجنل صدران کا اپنے اپنے ریجن کی ساری لجنہ ممبرز کیساتھ رابطہ ہونا چاہیے۔ اور تجنید کے ریکارڈ کے حوالہ سے بھی کام ہونا چاہیے۔

☆ اس کے بعد صدر صاحبہ لجنہ نے عرض کیا کہ لجنہ سیکشن پرائیویٹ سیکرٹری نے ہمیں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی کی نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ کی میٹنگ کے minutes بھجوائے تھے۔ اُن میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی تھی کہ حیض والی خواتین کو مسجد جانے کی اجازت نہیں ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ میری ہدایت نہیں ہے بلکہ یہ حدیث ہے۔

صدر لجنہ نے عرض کیا کہ بعض اوقات شوریٰ یا دیگر پروگراموں کے وقت بعض لجنہ اپنے حیض کی وجہ سے پروگراموں میں شامل نہیں ہو پاتیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو چاہیے کہ ایسے پروگرامز کا انعقاد مسجد کے اندر نہ کیا کریں۔ لیکن اگر مسجد کے اندر کرتی ہیں تو پھر ایسی خواتین جن کے حیض کے دن چل رہے ہوں انہیں ان پروگراموں میں شامل ہونے سے استثناء دینا چاہیے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: حتیٰ کہ عید کے حوالہ سے بھی خاص طور پر حدیث میں آیا ہے کہ حائضہ عورتیں مسجد نہ جائیں۔ حالانکہ عید کی نماز یا عید کا خطبہ فرض ہے لیکن اس کے باوجود واضح طور پر فرمایا کہ حائضہ عورتیں مسجد میں داخل نہ ہوں اور مسجد سے باہر بیٹھ کر خطبہ سنیں۔ اس لئے مسجد کے ہال کے علاوہ اگر کوئی کمرہ وغیرہ ہو تو وہاں عورتوں کو بٹھا دیا کریں۔ اسی طرح اپنی میٹنگز وغیرہ بھی انہی جگہوں پر منعقد کیا کریں۔

میٹنگ کے آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب انتخابات کے بعد ہوسکتا ہے کہ نئی صدر لجنہ کا انتخاب ہو اور پھر نئی عاملہ منتخب ہو۔ اس لئے آپ لوگوں کو چاہیے کہ ساری ہدایات اور اپنے تجربات کے حوالہ سے اپنے بعد آنے والی سیکرٹریز کو بتائیں۔ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس شعبہ نے جو بھی پلاننگ کی ہوتی ہے وہ آپ کے درازوں میں پڑی رہتی ہے، اس لئے نئے آنے والی سیکرٹریز کو ان ساری چیزوں سے مطلع کیا کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر نئے آنے والی صدر لجنہ آپ میں سے کسی کو شعبہ کی سیکرٹری نہیں بناتیں تو آپ کے دل میں کسی قسم کا بُغض نہیں ہونا چاہیے۔

تقریب آمین

نیشنل مجلس عاملہ یو ایس اے کی حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ قریباً پونے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ بعدازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا آغاز ہوا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل 26 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزان معیز احمد خان، فاران احمد، حسن رشید، سرمد احمد ورک، شاہنواز احمد، سرمد احمد، ابراہیم حمید قریشی، رقیم احمد ساہی، واسع ملک، حسن محمود وانی، فوزان احمد، Sarim Wildan Ahmed۔

عزیزات نورالعین نعیم، روبین احمد خان، عیبحہ حریم، عابعہ عثمان، عطاء النور ملک، سبیکہ کامران Deo، ایان احمد کاشان، صنعم سلیم، ناجیہ احمد، ریام سلطان احمد، صباحہ احمد، ھبۃ الاسلام شاہد، مایا طاہر، Nashmia سعادت۔

تقریب آمین کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

... ...(باقی آئندہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 19 فروری 2017ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند ایک نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ کائنات رانا بنت مکرم اعجاز احمد رانا صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم شیخ عبدالحنان کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے، جو جامعہ احمدیہ جرمنی سے اس سال مربی بن کر فارغ ہوئے ہیں اور شیخ عبدالرؤوف صاحب کے بیٹے ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ عروسہ احمد کا ہے جو مکرم محمد پرویز احمد صاحب مرحوم کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم دانیال ودود (وقف نو) کے ساتھ دس ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو غلام مصطفیٰ ودود صاحب کے بیٹے ہیں۔ دلہن کے وکیل ان کے سوتیلے والد مکرم مبارک احمد جاوید صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ سارہ عبدالستار احمد بنت مکرم عبدالستار احمد صاحب عراق کا ہے، آج کل یہ ترکی میں ہیں۔ یہ نکاح عزیزم راشد احمد باجوہ (واقف نو) ابن مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب جرمنی کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل محمد ابراہیم اخلف صاحب ہیں۔

تینوں نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ عطاء فرمایا۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

بقیہ: پنڈت لیکھرام کی ہلاکت۔ ایک انذاری پیشگوئی کا ظہور..................از صفحہ نمبر 14

اس عورت کا رشتہ دار تھا۔

یہ بات نہایت حیران کن ہے کہ اس شخص کے نام کا جو کہ لیکھرام کے پاس مسلسل 3 ہفتے تک پڑھنے آتا رہا اور کئی روز تک اس کے ساتھ رہا لیکھرام کے دوستوں اور رشتہ داروں کو علم تک نہ تھا۔

(راقم الحروف کو لیکھرام کے قتل اور اس بابت ہونے والی تحقیقات پر ہندوستان سے طبع ہونے والے لٹریچر کے مطالعہ میں کسی ایک جگہ بھی اس کے قاتل کا نام نہیں ملا خواہ وہ خود آریہ سماجی لٹریچر ہو، یا دیگر تحریرات)

قاتل کے نام اور شناخت کی کھوج میں مقامی اخباروں میں کئی قسم کے بیانات دیے جاتے رہے مگر آریہ ورت کی طرف سے نکلنے والے تمام اخباروں کی انگلیاں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ اس کی وجہ وہ اس پیشگوئی کو قرار دے رہے تھے جو آپؑ کی طرف سے شائع کی گئی۔ تمام اخبارات نہ صرف اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ آپؑ نے لیکھرام کا قتل پورے منصوبہ کے تحت کروایا ہے بلکہ دیگر پیروکاران کو بھی ہوشیار رہنے کی تنبیہ کر رہے تھے گویا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی طرف سے ان کے خلاف بھی ایسی کوئی کارروائی ہوسکتی ہو۔

(اخبار: بھارت سدھار، خصوصی اشاعت، شمارہ 13/مارچ 1897ء)

چنانچہ آریہ اخباروں میں یہ الزامات اس شدومد سے لگائے گئے کہ پولیس کی تفتیشی ٹیموں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی لی تا آپؑ کے خلاف کوئی ثبوت مہیا ہوسکے۔

(اخبار عام، لاہور، شمارہ 11/مارچ 1897ء)

آریہ سماج اور ان کے متضاد بیانات

فطری طور پر آریہ سماج نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر اپنی پیشگوئی کو پورا کرنے کی خاطر لیکھرام کو قتل کروانے کا الزام لگانا ہی تھا مگر ان کے پاس اس بات کی تصدیق کیلئے کسی قسم کے کوئی ٹھوس ثبوت نہ تھے۔ پیشگوئی کی تفصیلات جو کہ آریہ اخبارات میں شائع ہوئیں وہ بالکل غلط تھیں جیسا کہ انہوں نے 1897ء کو پیشگوئی کا چھٹا سال قرار دیا جس تک لیکھرام کو اس دنیا سے پیشگوئی کے مطابق کوچ کر جانا چاہیے تھا۔ (پنجاب سماچار، لاہور، شمارہ 13/مارچ 1897ء)

یہ بالکل حقیقت کے برخلاف بیان تھا جو کہ صرف اداروں پر زور ڈالنے اور اپنا نقطہ نظر منوانے کیلئے پیش کیا جارہا تھا تا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر قتل کا الزام ثابت ہوسکے۔

یہ پیشگوئی جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے فروری 1893ء میں کی گئی تھی چنانچہ چھ سال کی مقررشدہ میعاد کسی بھی طرح 1899ء سے پہلے ختم نہ ہوتی تھی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پیشگوئی کی مقررشدہ میعاد آریوں پر واضح تھی مگر انہوں نے جان بوجھ کر اس کو غلط طریق پر شائع کیا تھا تا ان کی دروغگوئی کو تقویت مل سکے۔

(اخبار: بھارت سدھار، لاہور، شمارہ 13/مارچ 1897ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان کے الزامات میں موجود اس بھاری نقص سے پردہ اٹھاتے ہوئے یہ وضاحت پیش کی کہ اگر میں نے قتل کروانا ہوتا تو جس سال پیشگوئی کی میعاد ختم ہونی تھی اس سال کرواتا جس میں ابھی بھی دو سال کا عرصہ باقی ہے۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اس امر کو شائع کیا کہ ابھی پیشگوئی کے مطابق مقررشدہ میعاد میں دو سال کا عرصہ باقی ہے۔

(پیسہ اخبار، لاہور، شمارہ 27/مارچ 1897ء) نیز دیکھیے: (سراج الاخبار، جہلم شمارہ 22/مارچ 1897ء)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ انہیں اپنے کسی بھی پیروکار کو قتل کرنے پر متعین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو آپؑ کے پیروکار خود اس شک میں پڑ جاتے کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور انسانوں کو دوسروں کے قتل کرنے کا حکم دیتا ہے چنانچہ آپؑ کے پیروکار اس حقیقت کو جان کر اسی وقت آپ سے قطع تعلق اختیار کر لیتے۔ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات متعدد جگہ بیان فرمائی جیسے آئینہ کمالات اسلام، الاستفتاء، برکات الدعا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عقل پر مبنی یہ دلیل بھی پیسہ اخبار نے شائع کی اور کہا کہ

یہ ناممکن ہے کہ مرزا صاحبؑ نے اپنے کسی پیروکار کو لیکھرام کے قتل کا حکم دیا ہو کیونکہ آپؑ کے پیروکاروں میں سے اکثر پڑھا لکھا طبقہ ہے اور اگر مرزا صاحبؑ ایسا کوئی حکم دیتے تو وہ اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب ہونے پر مہر ثبت کر دیتے۔

(پیسہ اخبار، لاہور، شمارہ 27/مارچ 1897ء)

آریہ سماج مسلسل اس بات پر زور دیتے رہے کہ اگر وہ اس قتل میں ملوث نہیں ہیں تو حضور کو چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ سے پوچھیں کہ پھر کس شخص نے لیکھرام کا قتل کیا ہے اور وہ کہاں موجود ہے تا یہ معمہ حل ہو سکے۔

آریہ سماج کے پرزور اصرار پر آپ کے گھر کی مکمل تلاشی لی گئی۔ (پیسہ اخبار، لاہور، شمارہ 14/اپریل 1897ء) مگر اس کے باوجود پولیس کوئی بھی ثبوت حاصل کرنے میں ناکام رہی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس قتل سے کسی بھی قسم کا تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو وہ معاہدہ پڑھ کر سنایا جو کہ آپؑ اور لیکھرام کے درمیان طے ہوا تھا اور جیسا کہ اس میں کوئی چھپانے والی بات نہ تھی پولیس نے بھی مزید کسی قسم کی تفتیش نہ کی۔

بعد ازاں آریہ اخبارات نے یہ بیان دیے کہ صرف حضرت مسیح موعود اس قتل میں ملوث نہ تھے بلکہ مسلمان علماء کا ایک گروہ کثیر تھا جو کہ اس منصوبہ کا حصہ تھا۔ چنانچہ اس پروپیگنڈا کے باعث دیگر نامور مسلمان تنظیموں کے گھروں کی بھی تلاشی لی گئی۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام اور اس کے دیگر سیکرٹریان کی تلاشی بھی لی گئی جس میں انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری بھی شامل تھے۔ (اخبار: وفادار، لاہور، شمارہ 15/مارچ 1897ء)

اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی بھی حق اور انصاف کے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے لی گئی تھی اور جب پولیس نے حضورؑ کو اس قتل سے بری قرار دیا تو وہ کسی بھی قسم کے دباؤ کے تحت نہ تھا۔ حضورؑ نے صرف لیکھرام کی بابت پیشگوئی کی تھی اور اسے عوام الناس تک پہنچایا تھا۔

تفتیش کے وقت ایک ٹیلیگرام کی طرف توجہ دلائی گئی جو لیکھرام کے قتل سے کچھ دن قبل بمبئی سے بھجوائی گئی تھی۔ بھیجنے والے نے لیکھرام کا پتہ معلوم کیا تھا۔

(اخبار عام، لاہور، شمارہ 19/مارچ 1897ء)

یہ حیران کن بات ہے کہ جب اس طرح کا مشکوک مواد موصول ہوا تو باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی موجود تھی حکام نے اس پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔ بعض لوکل اخبارات نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ اگر اس بات کا خدشہ آریہ سماج والوں کو ہو گیا تھا تو عبداللہ آتھم کو جس طرح حضورؑ کی پیشگوئی کے بعد عیسائیوں نے سیکورٹی فراہم کی تھی لیکھرام کو کیوں نہیں کی گئی۔

(اخبار: نور افشاں، شمارہ 23/اپریل 1897ء)

اخبار ''چودھویں صدی'' کے 23/مارچ 1897ء کے شمارہ میں درج تھا کہ لیکھرام کو اس کی موت سے کچھ دن قبل اس کے انجام کے بارے میں تنبیہ کر دی گئی تھی۔ ایک عقل سلیم اس امر کی متقاضی ہے کہ لیکھرام اور اس کے حواریوں نے کیوں نہ حکام کو کہا کہ حضورؑ کی نگرانی کی جائے۔ اس طرح کا کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا جس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حضورؑ کی پیشگوئی کو کوئی اہمیت ہی نہ دی گئی تھی اور ان کو اس کے پورا نہ ہونے کا یقین تھا۔

قتل کی واردات یا پیشگوئی کا پورا ہونا؟

پولیس بر وقت موقع واردات پر پہنچی۔ اس نے اچھی طرح جگہ کی تلاشی لی لیکن اس نتیجے پر پہنچنے سے قاصر رہی کہ قاتل کس طرح فرار ہو سکا ہے جبکہ لیکھرام کی ماں اور بیوی کمرے کے واحد دروازے کے سامنے موجود تھیں۔ لیکھرام کو انارکلی بازار سے قریب میو ہسپتال لے کر جایا گیا۔ یہاں وہ چھ گھنٹے زندہ رہا۔ اس وقت وہ شدید تکلیف میں مبتلا تھا لیکن ہوش کی حالت میں تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے قاتل کا ذکر کیا لیکن حضورؑ کے متعلق کوئی الزام نہ لگایا۔ اس کا علاج ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور لیفٹننٹ کرنل ایف پیری نے کیا۔ حالانکہ اوّل الذکر حضورؑ کے صحابہ میں سے تھے لیکن لیکھرام نے حضورؑ پر کوئی الزام نہ لگایا۔ جیسے کہانی اپنے اختتام کو پہنچتی ہے بہت سے مزید حیران کن معاملات کھل کر سامنے آتے ہیں۔ مثلاً پولیس اہلکار لیکھرام کے خنجر لگنے سے لے کر اس کی موت تک اس کے ساتھ تھے لیکن اس کے آخری الفاظ کسی نے نوٹ نہیں کیے۔

(اخبار: چودہویں صدی، شمارہ 23: مارچ 1897ء)

یہ سوال بھی اٹھائے گئے کہ لیکھرام کا دوست جس نے اس کی زندگی خطرے میں ہونے کا اظہار کیا تھا اس کو آریوں نے سامنے پیش کیوں نہ کیا تا معلوم ہو کہ اس نے ان خطرات کا اظہار کس بنا پر کیا تھا۔ یہ چیز اس بات کو مزید واضح کرتی ہے کہ حضورؑ کا اس کے قتل میں کوئی ہاتھ نہیں تھا ورنہ اس کا دوست حکام کو ضرور مطلع کرتا۔ پولیس کی طرف سے ہر ممکن تفتیش کی کوشش کی گئی مگر قاتل نہ مل سکا۔ لیکھرام کے گھر سے ملحقہ تمام ہمسائے اور جگہ کو نشان زدہ کیا گیا اور تلاشی لی گئی مگر قاتل نہ مل سکا۔ جبکہ آریہ کی طرف سے حضورؑ اور مسلمانوں پر قتل میں ملوث ہونے کا الزام لگایا گیا حضورؑ ہی وہ واحد شخصیت تھے جن کی طرف کسی بھی قسم کی جارحانہ جوابی کارروائی نہیں کی گئی۔ لوکل اخبارات پنجاب میں مسلمانوں و آریہ کے ٹکراؤ و تنازع کی کہانیوں سے بھرے پڑے تھے لیکن ایک بھی واقعہ اس قسم کا قادیان یا کسی بھی علاقے میں رونما نہ ہوا جس کی حضورؑ کی طرف سے تحریک کی گئی ہو۔

لیکھرام کی ہلاکت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا کا اعلان فرمایا اور اظہار افسوس کیا کہ کاش لیکھرام نبی اکرم ﷺ کے خلاف گندہ دہنی سے باز آ جاتا اور اس طرح خدا کے عذاب سے بچ جاتا۔ (برکات الدعا)

احبابِ حل وعقد حضورؑ کی پیشگوئی کی فلاسفی کو نظر انداز نہ کر سکتے تھے چنانچہ بعض نے اس کا اظہار بھی کیا کہ گو ان کا نظریہ بھی یہی بن رہا تھا کہ حضورؑ لیکھرام کے قتل میں ملوث ہیں لیکن لیکھرام کی کتب پڑھ کر اور اس پر حضورؑ کے جوابات پڑھ کر ان کو اپنا نظریہ بدلنا پڑا۔ بعض نے اخبارات کو لکھا کہ وہ تو حلفیہ بیان دینے کے لئے تیار ہیں کہ حضورؑ نے کہیں بھی سخت الفاظ استعمال نہیں کیے بلکہ ہندو مذہب کی بعض کمزوریوں کو صرف اجاگر کیا ہے اور ان غلط باتوں کا رد کیا ہے جو آپ کے دشمنوں نے الزاماً لگائے تھے۔

(پیسہ اخبار، لاہور، شمارہ 10/اپریل 1897ء)

مئی 1897ء تک جب قاتل گرفتار نہ ہو سکا تو کچھ مبہم سی رضامندی سامنے آنے لگی کہ ممکن ہے کہ حضورؑ کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنہ میں پیشگوئی کے متعلق لکھا کہ بیشک یہ پیشگوئی بظاہر صحیح بھی ثابت ہو گئی ہو اس کو ایک نجومی کی پیشگوئی سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(جعفر زٹلی، لاہور، یکم مئی 1897ء)

ایک اور جگہ ''وفادار'' میں تحریر کیا کہ مرزا پیشگوئی بیشک کرتا رہے یہ تو مسمریزم سے بھی کی جا سکتی ہے۔

(اخبار: وفادار، لاہور، شمارہ 15: مئی 1897ء)

کئی ماہ تک پنجاب بھر کے لوکل اخبارات میں آریہ سماجیوں کی طرف سے حضورؑ کو لیکھرام کی موت کا قصوروار ٹھہرانے کے لئے گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا جاتا رہا۔ اپریل 1897ء کے اختتام پر پریس نے بالآخر حضورؑ کے بےقصور ہونے کے متعلق رپورٹس شائع کرنا شروع کر دیں۔

وکٹوریہ پیپر (سیالکوٹ) نے اپنے یکم مئی 1897ء کے شمارے میں رپورٹ شائع کی جس میں تحریر کیا:

باوجود اس کے کہ مرزا غلام احمدؑ کے دشمنوں نے آپؑ کے خلاف بہت سی شکایات درج کیں (کہ آپؑ ہی لیکھرام کے قاتل ہیں)، گورنمنٹ نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا اور ثبوت کی کمی کی وجہ سے مداخلت کرنے سے گریز کیا۔ موجودہ لیفٹیننٹ گورنر اس بارہ میں داد کا مستحق ہے کہ سنی سنائی باتوں پر اس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔

ہندوؤں نے گورنمنٹ پر مسلمانوں کی طرفداری کرنے کے الزامات لگائے اور یہ بھی کہا کہ لیکھرام کے قاتل کی تلاش کو سنجیدہ نہیں لیا گیا۔

(آریہ گزٹ، لاہور۔ شمارہ 24: جون 1897ء)

پنجاب گورنمنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انڈیا کے مابین ایک خفیہ گفتگو سے جو لندن میں ہوئی اس الزام کو اب بے بنیاد ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ان مراسلات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس کیس کو انتہائی سنجیدگی سے لیا گیا جیسا کہ عوامی ونگ نے اپنے ایک خط میں گورنمنٹ انڈیا کو 25 مارچ 1897ء میں مخاطب ہو کر کہا:

گورنمنٹ انڈیا مشکور ہو گی کہ لیفٹیننٹ گورنر لیکھرام کے قتل کی وجہ سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جو تناؤ چل رہا ہے ان حالات میں اپنے نقطۂ نظر کو بھی بیان کریں اور اگر کوئی مزید تبدیلی آتی ہے تو اس سے بھی آگاہ رکھیں۔

(Telegram 444 Judicial and Public Department, India Office Records British Library File 765/1897)

پنجاب گورنمنٹ نے ٹیلی گرام نمبر 372 جو 27/مارچ 1897ء کو جواباً تحریر کیا گیا اس میں درج ذیل جواب لکھا:

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کا خیال ہے کہ لوکل اخبارات میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تناؤ کی اطلاعات جو لیکھرام کے قتل کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ لاہور، امرتسر، لدھیانہ، ہوشیارپور، فیروزپور اور پشاور کے علمی طبقے تک محدود ہے، طلباء میں خاص کر موجود ہیں اور یہ آریہ سماج کی طرف سے بھڑکائی جا رہی ہیں جس سے لیکھرام کا تعلق تھا.. لیکن قاتل ابھی تک نہیں مل سکا۔

(Telegram 444 Judicial and Public Department, India Office Records British Library File 765/1897)

پنجاب گورنمنٹ کی اس سے لیکھرام کیس میں دلچسپی واضح ہوتی ہے اور یہ بھی وضاحت ہوتی ہے کہ آریہ سماج کے خلاف کسی بھی قسم کا بغض نہیں رکھا گیا۔ اس مشکوک قاتل نے، جس کا نام آج تک معلوم نہیں ہو سکا، لیکھرام کو عید کے دن قتل کیا۔ وہ غائبانہ طور پر اس کمرے سے فرار ہو گیا جس کا صرف ایک دروازہ تھا اور وہی داخل ہونے اور باہر جانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے پر الزامات لگاتے رہے کہ وہ اس قاتل کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ لیکھرام نے تمام بڑے ادیان کی کسی نہ کسی رنگ میں ہتک کی تھی اس لئے بالکل ممکن تھا کہ ان مذاہب کے کسی ماننے والے نے ہی اس کو ایسی اذیت ناک موت تک پہنچایا ہو۔ پس اس کا قتل مختلف رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے مشکوک ہی رہا۔ باوجود ہر قسم کی تفتیش کے اس کا معمہ حل نہ ہو سکا اور پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ حضورؑ کو ملزم قرار دینے کی ہر ایک کوشش بہت ہی بری طرح ناکام رہی۔

(Ahmadiya Movement and Its Western Propaganda by James Thayer Addison, Published: Harvard Theological Review 22, No. 1, January 1929: 1–32)

یہ کیس جو بند ہو گیا اور ہمیشہ بند رہے گا اور حضورؑ کی سچائی کا ایک بہت بڑا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپؑ، جو خدا کے مسیح موعودؑ تھے، خدا کے نبی تھے!

(اردو ترجمہ: حسیب احمد، طارق حیات،
بشکریہ ریویو آف ریلیجنز اگست 2015ء)

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء کے دوسرے دن بعد دوپہر کے اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں

بقیہ: جلسہ سالانہ یوکے 2018ء (دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب) .... از صفحہ 24

بات ہرگز نہ سننا یہ لوگ کافر ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ پہلے جب ہم نے تمہیں کہا تھا کہ ہمیں اسلام سکھاؤ تو اس وقت تم آئے نہیں اور اب جبکہ جماعت احمدیہ اس گاؤں میں آ کر تبلیغ کرنے لگی ہے تو تمہیں ہم یاد آ گئے ہیں۔ چنانچہ وہاں موجود لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ اس پر چیف کے علاوہ گاؤں کے دیگر 63 افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح وہاں نئی جماعت قائم ہوئی۔

نائیجر کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں ایک گاؤں میں ہم تبلیغ کے لئے گئے۔ انہیں امام مہدی اور جماعت کا تعارف کروایا۔ اس پر ایک بوڑھا آدمی اٹھ کر اپنے گھر گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی تصاویر لے کر آیا۔ کہنے لگا کہ 2006ء میں احمدیوں کے پروگرام میں شامل ہوا تھا اور ہم تو اس وقت سے انتظار کر رہے تھے کہ آپ لوگوں سے رابطہ ہو کیونکہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں بتایا تھا کہ امام مہدی کا زمانہ آ چکا ہے۔ اس لئے ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مہدی مانتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ سارا گاؤں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح لائبیریا کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک گاؤں فانجا (Fahnga) میں تبلیغی پروگرام کیا۔ نماز مغرب کے بعد گاؤں کے لوگوں کو جمع کیا اور احمدیت کا تعارف کروایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا۔ پروگرام کے اختتام پر وفات مسیح کے بارے میں سوال ہوا جس کا ان کو قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے تفصیلی جواب دیا گیا۔ لیکن اس وقت کسی نے بیعت نہیں کی۔ اتفاق سے اس پروگرام میں ایک دوسرے گاؤں کے امام الحاجی موسیٰ کمارا بھی موجود تھے۔ یہ سارے مسلمان تھے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کی وضاحت سن کر کہنے لگے کہ میرے تمام شکوک دور ہو گئے اور مجھے یہ سچا پیغام لگتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی اور مقررہ تاریخ پر جب ہم ان کے گاؤں پہنچے تو امام صاحب نے لوگوں کو پہلے ہی اکٹھا کیا ہوا تھا۔ جماعت کا تعارف کروایا گیا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 170 افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ساتھ والے گاؤں میں بھی ہماری آمد کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ دوسرے گاؤں میں بھی تبلیغ کی گئی۔ اس کے نتیجہ میں اس گاؤں کے امام صاحب سمیت 140 افراد نے بیعت کر لی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تبلیغی مساعی کو ضائع نہیں کیا بلکہ ایک ہی وقت میں دو جگہ پھل مل گئے۔ اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں۔

نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد

اس سال نئی مساجد کی مجموعی تعداد 411 ہے جو نئی مساجد جماعت کو ملی ہیں جن میں سے نئی تعمیر کی گئی 198 ہیں اور جو بنی بنائی مساجد ملی ہیں وہ 213 ہیں۔ اس میں مغربی ممالک کی بھی شامل ہیں، آسٹریلیا بھی شامل ہے۔ یُوکے بھی ہے۔ جرمنی بھی ہے۔ افریقہ کے بہت سارے ممالک ہیں۔ ہندوستان میں اس سال پانچ مسجدوں کا اضافہ ہوا۔ اور بنگلہ دیش ہے۔ غانا، سیرالیون، لائبیریا، نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، گنی بساؤ، تنزانیہ، کینیا، یوگنڈا، برکینا فاسو، کونگو کنساشا، مالی، کافی ممالک ہیں جہاں نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔

مساجد کے تعلق میں واقعات

مساجد کے تعلق میں جو واقعات ہیں ان میں ساؤتومے میں اس سال جماعت کی پہلی مسجد کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر ساؤتومے کے دارالحکومت سے پندرہ کلومیٹر دور ایک علاقے فرنڈیا میں ہوئی اور اس سال 13 رمئی کو اس کا افتتاح ہوا۔ جماعت کا وفد مسجد کی تعمیر کے لئے جب لوکل گورنمنٹ سے اجازت لینے کے لئے گیا تو میئر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم اپنے ملک میں دہشتگردی نہیں چاہتے۔ یہ عیسائیوں کا ملک ہے اور اس میں مسجد بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ، دوبارہ میئر سے ملاقات کی گئی اور جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا تو میئر نے اجازت دے دی۔ مسجد کے سنگ بنیاد میں بھی شرکت کی۔ میئر نے کہا کہ ہمیں جماعت کی تعلیمات کا کچھ علم نہیں تھا بس میڈیا سے سنا تھا کہ اسلام جنگ و قتال کا مذہب ہے۔ لیکن اب جماعت احمدیہ کی بدولت پتہ چلا کہ اسلام ایک نہایت پُر امن اور پیار و محبت کا مذہب ہے۔ ہم جماعت احمدیہ کو پہلی مسجد بنانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہماری نیک تمنائیں اس مسجد کے ساتھ ہیں۔ مسجد کی تعمیر کے دوران ایک عیسائی عورت جو بہت زیادہ مخالفت کرتی تھیں مسجد میں کام کرنے والے مستریوں مزدوروں اور احمدی بچوں اور خدام سے کہتی تھیں کہ جب تم نے مسجد مکمل کر لی تو مسلمانوں نے تمہیں قتل کر دینا ہے اس لئے مسجد میں کام نہ کریں یہ دہشت گردی کا مذہب ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بیمار ہو گئی۔ ان دنوں ہمارے میڈیکل کیمپ ہو رہے تھے۔ چنانچہ وہ میڈیکل کیمپ میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی۔ اس کے بعد سے اس نے یہ مخالفت ترک کر دی۔

امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ دِؤگُو' ریجن کی ایک جماعت میں حال ہی میں ہماری ایک مسجد مکمل ہوئی ہے۔ صرف اس مسجد کو دیکھ کر بیعت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک غیر احمدی دوست جو ایک سکول کے ڈائریکٹر ہیں وہ مسجد کو دیکھ کر اپنے بچے کے ساتھ مشن ہاؤس آئے اور جماعت کے متعلق کچھ کتب خریدیں۔ کہنے لگے کہ میں روزانہ یہاں سے گزرتا ہوں اور نوجوانوں بچوں اور عورتوں کو بڑے جوش و جذبے سے وقار عمل کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ایسا جذبہ میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ یہ ایک زندہ اور سچی جماعت کی نشانی ہے۔ جماعت کے معلم بتاتے ہیں کہ ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی بیعت اس مسجد سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہی ہے۔

تنزانیہ کے ریجن شیانگا کے ایک گاؤں میں اس سال جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ امسال وہاں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی اور مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آغاز میں وہاں 147 بیعتیں ہوئیں۔ جب مخالفین کو پتہ چلا کہ گاؤں کے کافی لوگوں نے احمدیت قبول کر لی ہے تو اس ضلع کا امام وہاں پہنچ گیا اور لوگوں کو جماعت کے خلاف اکسانے اور بہکانے لگا۔ اس کے جھوٹے پروپیگنڈے کے نتیجہ میں کچھ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ چنانچہ وہاں نئے سرے سے تبلیغ کا آغاز کیا گیا۔ مستقل معلم کا تقرر کیا گیا۔ ہمارے معلم صاحب نے خواب دیکھا کہ اس گاؤں میں کثرت سے لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور اس گاؤں کے لئے جو مسجد بنائی گئی ہے وہ چھوٹی پڑ گئی ہے۔ پھر ایک اور خواب میں دیکھا کہ گاؤں کے ایک مخالف پر ہم نے غلبہ پا لیا ہے۔ چنانچہ معلم صاحب نے وہاں احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا۔ مخالفین کو تبلیغ بھی شروع کر دی۔ اسی دوران جماعت نے گاؤں میں مسجد کی تعمیر کے لئے پلاٹ بھی خرید لیا۔ جب نومبائعین کو پتہ چلا کہ جماعت نے پلاٹ خریدا ہے تو انہوں نے از خود ہی مسجد کی تعمیر کے لئے پتھر اکٹھے کرنے شروع کر دیئے۔ پانی کے لئے ایک کنواں بھی کھود لیا جس کا پانی غیر احمدی بھی استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی گئی۔ جو لوگ پیچھے ہٹے تھے وہ بھی واپس آنے لگ گئے اور اس کے علاوہ گاؤں کے کئی اور افراد نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ اب وہاں جماعت کی تعداد 230 سے زائد ہو چکی ہے اور مسجد بھی افراد جماعت کی کثرت کے باعث چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ جو شروع میں مخالفت تھی گاؤں میں کوئی سلام کا جواب تک نہیں دیتا تھا ان سب نے مخالفت ترک کر دی اور جماعت میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ اس کے بھی بہت سارے واقعات ہیں۔

مسجد کی تعمیر میں مخالفت، رکاوٹ، نصرت الٰہی

اسی طرح مسجد کی تعمیر میں مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو نصرت ہے وہ بھی نظر آتی ہے پھر۔

گنی بساؤ کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ کسیبی ریجن میں مختلف تربیتی و تبلیغی پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ غیر احمدی مولویوں نے ایک میٹنگ کی اور اس میں کہا کہ ہم احمدیہ جماعت کو اپنے ریجن سے ختم کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ احمدیوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ ہم اس گاؤں میں مسجد بنائیں گے بشرطیکہ آپ احمدیہ جماعت کو چھوڑ دیں۔ اس پر

جلسہ سالانہ یوکے 2018ء دوسرے دن بعد دوپہر کے اجلاس کا روح پرور منظر (04/اگست 2018ء)

ہمارے احمدی احباب نے جواب دیا کہ اگر آپ مسجد اس نیت سے بنانا چاہتے ہیں کہ ہم اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں تو آپ خوشی سے ہمارے گاؤں آئیں اور اگر آپ کی نیت ہے کہ ہم احمدیت چھوڑ دیں تو ہمیں آپ کی یہ مسجد نہیں چاہئے آپ ہمارے گاؤں سے چلے جائیں۔ چنانچہ مخالفین ناکام ہو کر واپس لوٹے۔

آئیوری کوسٹ کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں لوکاحا (Lokaha) میں احمدیت کا نفوذ 2016ء میں ہوا تھا لیکن گاؤں کا چیف احمدی نہیں ہوا تھا۔ امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے اس گاؤں کا دورہ کیا۔ چیف نے چار سو مربع میٹر کے چار پلاٹ جماعت کو مسجد کے لئے دینے کا وعدہ کیا۔ اپنے وعدے کے مطابق انہوں نے زمین کی جماعت کے نام پر منتقلی کے لئے کارروائی شروع کر دی۔ ابھی زمین جماعت کے نام منتقل نہیں ہوئی تھی کہ مخالفین نے پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ مسلمانوں کی زمین احمدیوں کو کیوں دی گئی ہے اور اس زمین کو جماعت کے نام پر منتقلی سے روکنے کے لئے سرکاری لوگوں سے رابطے کئے۔ اس مقصد کے لئے وہ قریبی شہر کے ڈپٹی گورنر کے پاس گئے۔ اس نے فریقین کو بلایا۔ اس پر گاؤں کے چیف اور نمبردار نے احمدیت کے حق میں بیان دیا جس پر ڈپٹی گورنر نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیا اور زمین جماعت کے نام پر منتقل کرنے کا حکم دیا اور مخالفین ناکام واپس لوٹے۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر میں جو مخالفتیں ہوئیں ان کے بہت سارے واقعات ہیں۔

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال 180 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن ہاؤسز کی تعداد 2826 ہو گئی ہے اور 127 ممالک میں باقاعدہ مشن ہاؤسز قائم ہیں۔ مشن ہاؤسز کے قیام کے حوالے سے پہلے نمبر پر انڈونیشیا ہے۔ اس کے بعد گھانا ہے۔ پھر بنگلہ دیش ہے۔ اسی طرح تنزانیہ اور دوسرے بعض افریقن ممالک ہیں۔

ارجنٹائن میں پہلی دفعہ باقاعدہ مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا اور باقاعدہ مبلغ کا تقرر ہوا تو وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ پہلے ایک جگہ مشن ہاؤس کے لئے بات چلی تھی لیکن مکمل نہ ہو سکی۔ لینڈ لیڈی نے وہ جگہ دینے سے انکار کر دیا اس کے بعد ہم نے مشن ہاؤس کے لئے بہت سی جگہیں دیکھیں لیکن مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی۔ وہاں چونکہ پہلی مرتبہ مشن کا آغاز ہو رہا تھا اس لئے لوگ انکار کر دیتے تھے۔ اس کی وجہ سے پریشانی بھی تھی اور دعائیں بھی ہو رہی تھیں۔ مجھے بھی لکھتے رہتے تھے۔ رمضان کے پہلے عشرہ میں اسی خاتون مالکہ نے جس نے پہلے انکار کر دیا تھا اس نے رابطہ کیا اور بتایا کہ وہ شدید بیمار ہو گئی ہے اس لئے وہ جلد از جلد اس جگہ کو کرائے پر دینا چاہتی ہے۔ کہنے لگی کہ میں نے آپ سے رابطہ اس لئے کیا ہے کہ میرا دل کہتا ہے کہ آپ نیک اور شریف لوگ ہیں۔ چنانچہ جتنی قیمت پہلے طے ہوئی تھی اس سے بہت سستی قیمت پر جگہ دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس کے بعد بہت ساری قانونی روکیں بھی تھیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور ہوتی چلی گئیں اور اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت ہوئی اور وہاں باقاعدہ مشن ہاؤس چاہے کرائے پہ ہی ہے لیکن باقاعدہ جماعت کے نام ہو گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز۔ وقارِ عمل

جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز وقارِ عمل ہے۔ افریقہ کے ممالک میں جماعتی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر میں وقارِ عمل کے ذریعہ جماعت حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جماعتیں اپنی مساجد، سینٹرز اور تبلیغی مراکز کے بعض بہت سارے کام وقارِ عمل کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔

چنانچہ اس سال 96 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق کل ساٹھ ہزار تین سو چھتیس وقارِ عمل کئے گئے جن کے ذریعہ ستائیس لاکھ انتیس ہزار یُو ایس ڈالرز سے زائد کی بچت ہوئی۔

وکالت تصنیف یُوکے تراجم قرآن کریم

وکالت تصنیف یُوکے کے ذریعہ قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ قرآن کریم کا سویڈش ترجمہ 1988ء میں پہلی بار شائع ہوا تھا۔ اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن تیار کر کے طبع کروایا گیا ہے جس میں ترجمہ کی زبان بہتر کی گئی ہے۔ کچھ فُٹ نوٹس کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر سورۃ کے ابتدا میں سورۃ کا تعارف بھی دیا گیا ہے اور کمپیوٹر پر از سر نو ٹائپ کیا گیا ہے۔ مکرمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ سویڈش ہیں۔ وہ اور ان کی ٹیم نے اس ترجمہ کو ریوائز کیا ہے اور تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے۔

اسی طرح وکالت تعمیل و تنفیذ کی طرف سے موصولہ رپورٹ کے مطابق انڈیا میں اس سال قرآن کریم کا انگریزی اور ملیالم ترجمہ ری پرنٹ کروایا گیا ہے۔

اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 75 زبانوں میں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔

تراجم کتب

اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہے اور اس وقت وہ پریس میں ہے۔ ترجمہ ذرا لیٹ ہو گیا۔ ان کا خیال تھا کہ جلسہ سے پہلے کتاب آ جائے گی۔

اسی طرح حقیقۃ الوحی کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ 'روئداد جلسۂ دعا' اس کا بھی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ ملفوظات جلد اول کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن انگریزی ڈیسک کی طرف سے Ahmadiyyat Destiny and Progress اور A Call to Faith اور Muhammad the Great Exemplar اور Ten Proofs of the Existence of God اور Signs of the Living God یہ کتابیں ترجمہ ہو کے شائع ہوئی ہیں۔

بہت ساری کتب ری پرنٹ ہوئی ہیں۔

تراجم قرآن کریم۔ غیروں کا اظہار اور دلچسپی

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ ایک پروٹسٹنٹ چرچ کے صدر قرآن کریم کی نمائش دیکھنے کے لئے آئے۔ کہنے لگے کہ میں جماعت احمدیہ کا فرنچ ترجمہ والا قرآن کریم پڑھتا ہوں اور جب بھی مجھے قرآن کریم سے کوئی حوالہ دینا ہو یا مجھے قرآن کریم سے کوئی بات دیکھنی ہو تو میں جماعت احمدیہ کا قرآن کریم ہی consult کرتا ہوں۔ آپ نے قرآن کریم کے آخر پر جو انڈیکس دیا ہے یہ بھی بہت مفید ہے۔

کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی'۔ غیروں کے تاثرات

اسلامی اصول کی فلاسفی کی کتاب کا بھی غیروں پر بڑا اچھا اثر ہوتا ہے۔ بینن کے ریجن کانڈی میں قرآن کریم کی نمائش اور بک سٹال لگایا گیا۔ وہاں ایک غیر احمدی دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی خرید کر لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی ملاقات ہمارے معلم صاحب سے ہوئی تو کہنے لگے یہ بہت ہی زبردست کتاب ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کتاب ہمارے ملک کے تعلیم کے نظام میں بطور ایک مضمون پڑھائی جائے۔

ایک پاکستان ہے جہاں احمدیوں نے وہاں کے لئے جو جو کام کئے ہیں اس کو بھی تاریخ سے نکالا جا رہا ہے۔ اور ایک اللہ تعالیٰ کا فضل دنیا کے باقی ملکوں میں اس طرح ہے کہ جو پڑھے لکھے لوگ اسلامی لٹریچر لے کر جاتے ہیں وہ یہ اظہار کر رہے ہیں کہ ان کو ہمارے سکولوں اور کالجوں میں پڑھانا چاہئے۔

پھر اسی طرح بہت سارے واقعات کتابوں کے بارے میں ہیں۔ لوگوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

رقیم پریس یُوکے اور احمدیہ پرنٹنگ پریسز افریقہ

رقیم پریس یُوکے اور احمدیہ پرنٹنگ پریس افریقہ جتنے بھی ملکوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رقیم پریس یُوکے میں اس سال چھپنے والی کل تعداد کتب کی کل تعداد چھ لاکھ چھبیس ہزار تین سو تیس ہے۔ الفضل انٹرنیشنل، جماعتی رسائل اور میگزین، پمفلٹس، لیف لیٹس، جماعتی رسائل اور سٹیشنری وغیرہ اس کے علاوہ ہے۔

احمدیہ پرنٹنگ پریس افریقہ جو رقیم پریس کی نگرانی میں افریقہ کے نو ممالک میں غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا، برکینافاسو، بینن میں کام کر رہے ہیں اور مجموعی طور پر تین لاکھ چھبیس ہزار تین سو تیس کتب شائع کی ہیں۔ رسالے اس کے علاوہ ہیں۔ اخبارات اور تربیتی لٹریچر کی تعداد اکانوے لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ اور اللہ کے فضل سے وہاں بھی ہمارے یہ پریس مشہور ہو رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

تعارف کتاب

”انوارِ خلافت“

(فرخ سلطان محمود)

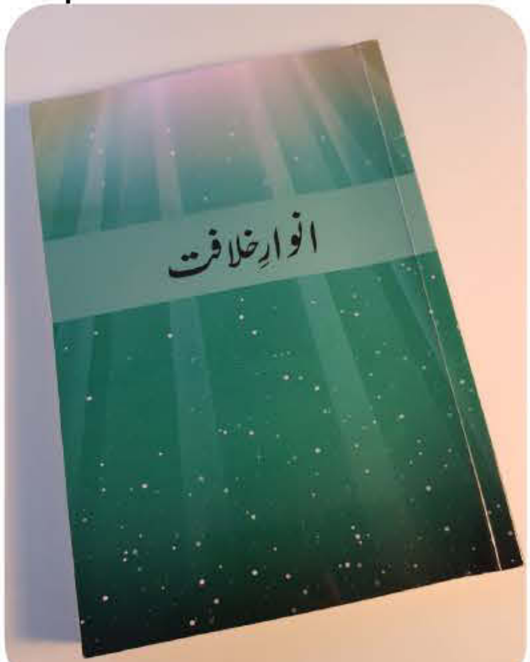

سرورق : انوارِ خلافت (اردو)

مصنّفہ : مجموعہ خطابات سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ

پبلشر : اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ یوکے

ایڈیشن اوّل (از قادیان) : 1916ء

ایڈیشن اوّل (از یوکے) : 2019ء

تعداد صفحات: 193

قیمت : £1.50۔ (برطانیہ میں)

آج کی زیرنظر کتاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے اُن تین خطابات کا مجموعہ ہے جو حضورؓ نے 1915ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان میں ارشاد فرمائے تھے اور بعدازاں کسی قدر اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوئے۔

اس کتاب کے مضمون کے بارہ میں مختصراً عرض کرنے سے قبل، سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ان خطابات کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک صدی قبل، مرکزِ احمدیت قادیان، کے مخصوص حالات اور اُس زمانہ میں رُونما ہونے والے واقعات کو سمجھنے کے لئے اُس دَور میں طبع ہونے والے لٹریچر (خصوصاً قادیان سے شائع ہونے والے مؤقر جرائد) کا مطالعہ ضروری ہے۔ اسی طرح بعد میں مرتّب ہوکر شائع ہونے والی تاریخی حقائق پر مبنی کتب مثلاً ”سلسلہ احمدیہ“ اور ”تاریخ احمدیت“ جیسی مستند دستاویزات سے استفادہ کر کے بھی قاری کا ذہن اُن حالات کی تصویر کشی بآسانی کرسکتا ہے جن کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ اہم خطابات ارشاد فرمائے تھے۔

ضمناً عرض ہے کہ یہ وہ وقت تھا جب مخلصین جماعت اپنے نہایت شفیق آقا یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اچانک وفات کے صدمہ کو راضی برضا رہتے ہوئے نہایت صبر و ہمّت سے برداشت کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طویل علالت اور اس دَور میں منافقین کی پے در پے سازشوں اور حضورؓ کی طرف سے (جسمانی کمزوری اور ذہنی پریشانیوں کے باوجود) نہایت جرأت کے ساتھ خلافتِ احمدیہ کے دفاع میں کی جانے والی جاں سوز جدّو جہد کو بچشم خود ملاحظہ کر چکے تھے۔ تاہم عزم و شجاعت کے اس بلند مینار کی وفات کے بعد، مسیح الزّمان کے جگر گوشہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے زمام خلافت سنبھالتے ہی خلافت حقّہ کے خلاف اُٹھنے والے زمینی بگولوں میں اس قدر شدّت آ گئی کہ چند ایسے مخلصین بھی ان کے گرداب میں پھنس کر رہ گئے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں میں خاص مقام پر فائز سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ جماعتِ مومنین کو اعمال صالحہ کی شرط کے ساتھ ملنے والی نعمتِ عظمیٰ ”خلافت حقّہ اسلامیہ“ کی اہمیت کو اُجاگر کرنے اور انوار خلافت کے روحانی انتشار کو جاری رکھنے کے لئے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ان خطابات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

خلافتِ حقّہ کی یک سو دس سالہ تاریخ شاہد ہے کہ خلافت احمدیہ کے قیام، اس کے تقدّس اور اس کی عظمت کو قائم رکھنے اور اس کی اہمیت و برکات کو نسل در نسل اُجاگر کرتے چلے جانے کے لئے جس شاندار حکمت عملی، بھرپور اخلاقی جرأت اور غیر معمولی روحانی قوّت کا مظاہرہ ہمارے خلفائے عظام نے کیا ہے اور اس حوالہ سے ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کی رہنمائی فرمائی ہے، امر واقعہ یہی ہے کہ اس کی مثال دنیا کی مذہبی تاریخ یا کسی سیکولر لیڈرشپ میں دکھائی نہیں دیتی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آسمانی وعدوں کے ساتھ اُمّتِ مصطفویؐ کو عطا ہونے والی اس نعمتِ عظمیٰ کے بہترین قدردان تو وہی بابرکت وجود ہوسکتے ہیں جنہیں خدائے قدّوس نے اس جلیل القدر مسند پر اپنے دست قدرت و رحمت سے فائز فرمایا ہو۔

مسند خلافت پر متمکّن ہونے والے پاکیزہ وجودوں کو اُن کی اس گرانقدر ذمہ داری (یعنی حفاظتِ خلافتِ حقّہ) کا ادراک خداتعالیٰ نے ہر دَور میں عطا فرمائے رکھا اور اس کٹھن راہ میں قدم بڑھانے کے لئے کی جانے والی اُن کی عاجزانہ دعاؤں اور اَنتھک مساعی کو اس طرح قبول فرمایا کہ وہ ایسی روحانی بصیرت اور طاقتوں سے نوازے گئے کہ (غیروں کی نظر میں کمزور اور کمتر نظر آنے والا وجود) خلافت پر حملہ آور عناصر کے سامنے استقامت کا کوہ گراں بنا رہا اور اس پاکیزہ آسمانی شجر (خلافت حقّہ) کی آبیاری کرنے کے لئے ایسی سپاہ بھی تیار کرتا چلا گیا جو خلافتِ احمدیہ کی عظمت کی حفاظت کی خاطر نہ صرف خود ہر قسم کی جانی، مالی اور وقت کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہے بلکہ اپنی نسلوں میں بھی اسی بلالی روح کو پیدا کرنے اور جاری رکھتے چلے جانے کا عہد کرتی ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اسلام کی عظمتِ رفتہ کو ازسرِنو بحال کرنے اور تکمیل اشاعت اسلام کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو آپؑ کے نُورانی فیوض کی ضَو افشانی آپؑ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوگئی بلکہ خلافت جیسے جلیل القدر روحانی منصب کے واسطہ سے انوار سماوی کا نزول قیامت تک کے لئے جاری ہوگیا۔ اور اس طرح اُن عظیم الشان پیش خبریوں پر بھی مہر صداقت ثبت ہوتی چلی گئی جن میں ”خلافت علیٰ منہاج النبوۃ“ کے ذریعہ اسلام کی دائمی شان و شوکت کو روزِ آخر تک دوام بخشتے چلے جانے کی بشارات عطا فرمائی گئی ہیں۔

اپنے پہلے خطاب کے آغاز میں اہل پیغام کی بدزبانیوں کے حوالے دے کر حضرت مصلح موعودؓ نے جواب دیا ہے۔ مثلاً حضورؓ نے فرمایا کہ پیغامی کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نام نُوح بھی تھا اس لئے تم نوحؑ کے وہ بیٹے ہو جو سرکش تھا۔ لیکن اہل پیغام یہ بھی تو جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نام ابراہیمؑ بھی تھا۔ چنانچہ اُس نسبت سے مَیں اسماعیلؑ ٹھہرتا ہوں۔ لیکن اہل پیغام گالیوں پر اس لئے اُتر آئے ہیں کیونکہ وہ شکست کھا چکے ہیں اور لوگ اُن کو چھوڑ کر واپس خلافت سے وابستہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن جب جماعت کا اکثر حصہ اُن کے ساتھ تھا تو مجھے خدا تعالیٰ نے اسی وقت بتا دیا تھا : لَیُمَزِّقَنَّھُمْ وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔

بعدازاں حضور مصلح موعودؓ نے غیر مبائعین کے ساتھ جماعت احمدیہ مبائعین کے دو بنیادی اختلافی مسائل بیان کر کے اُن کا نہایت پُرمعرفت جواب عطا فرمایا۔ چنانچہ پہلے مسئلہ کے حوالہ سے حضورؓ نے سورۃ الصّف میں بیان فرمودہ پیشگوئی ”اِسْمُہٗ اَحْمَدُ“ کا ذکر کر کے مختلف حوالوں سے ثابت فرمایا کہ یہاں احمد سے مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ کیونکہ احمد آپؑ کا ہی نام تھا نہ کہ آنحضرت ﷺ کا۔ آنحضور ﷺ کا اسم گرامی محمدؐ تھا۔ قرآن کریم نے بھی آپؐ کو کبھی احمد نہیں کہا بلکہ ہر بار محمدؐ ہی بیان فرمایا ہے۔ کسی حدیث سے بھی آپؐ کا نام احمد ثابت نہیں ہے۔ پھر کلمۂ شہادۃ، اذان، تکبیر، درود غرض ہر جگہ نام محمدؐ ہی استعمال ہوا ہے۔ آپؐ نے جو تبلیغی خطوط رقم فرمائے اُن کے نیچے محمدؐ نام کی ہی مُہر لگائی۔ کسی صحابی نے بھی کبھی آپؐ کو احمد کے نام سے نہیں پکارا بلکہ آپؐ کے رشتہ دار، مخالفین اور دیگر لوگ بھی صرف محمدؐ ہی کہا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ انجیل میں دو نبیوں کے آنے کی خبر ملتی ہے۔ ایک وہ جو پہلے آئے گا اور تمام نبیوں کا موعود ہے، جس کا آنا گویا خدا تعالیٰ کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ اور دوسرے مسیحؑ کی آمد ثانی۔ چنانچہ ’برنباس کی انجیل‘ میں آنحضور ﷺ کو محمدؐ کے نام سے ہی یاد کیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم نے آنے والے موعود کا نام احمد بیان کر کے علامات بھی وہ بیان فرمائیں جو آنحضرت ﷺ پر چسپاں ہی نہیں ہوتیں۔

حضورؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کا اسم گرامی ’احمد‘ ہونے کے متعدّد شواہد پیش فرمائے ہیں۔ مثلاً آپ کے والدین نے آپؑ کا نام احمد رکھا تھا اور خاندانی علامت کے طور پر غلام کے لفظ کا اضافہ کیا گیا تھا چنانچہ آپؑ کے نام پر ایک گاؤں ”احمد آباد“ بھی بسایا گیا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے اپنے سب بیٹوں کے نام کے بعد بھی احمد لگایا ہے۔ علاوہ ازیں آپؑ نے کبھی غلام احمد کہہ کر بیعت نہیں لی بلکہ ہمیشہ یہی کہا: ”آج مَیں احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں“۔ نیز آپؑ نے اپنی کئی کتب کے خاتمہ پر اپنا نام صرف احمد لکھا ہے۔ چنانچہ غیر مبائعین کے مولوی محمد علی صاحب نے حضورؑ کے حالات کے متعلق جو رسالہ لکھا تھا اس کا نام بھی ’احمد‘ رکھا تھا۔ اسی طرح حضورؑ کے الہامات میں کثرت سے ’احمد‘ ہی آتا ہے۔ اگرچہ ایک یا دو جگہ غلام احمد بھی آیا ہے لیکن یہ بطور صفت کے ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی محرّرہ ایک عبارت یوں ہے کہ ”محمد ﷺ خاص نام ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم النبیّین کا ہے۔ ...۔ احمد نام ہمارے اس امام کا ہے جو قادیان سے ظاہر ہوا“۔ لیکن سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے (اپنی کتاب ’ازالہ اوہام‘ میں) سورۃ الصّف کی اس آیت کا مصداق اپنے آپکو قرار دیا ہے۔

اپنی دوسری تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ النصر کے حوالہ سے فرمایا کہ اگر مسلمان اس سورت پر غور کرتے تو وہ پراگندہ نہ ہوتے اور نہ اس قدر کشت و خون تک نوبت پہنچتی۔ اس سورت میں آنحضرت ﷺ کو استغفار کرنے کی تاکید کی گئی ہے لیکن عموماً سمجھا یہی جاتا ہے کہ استغفار گناہوں پر کیا جاتا ہے۔ ہم اس بات کو ثابت کرسکتے ہیں کہ آپؐ ہر ایک قسم کی بدی اور گناہ سے پاک تھے۔ قرآن کریم میں تین مقامات پر آنحضور ﷺ کی نسبت ذنب کا لفظ آیا ہے۔ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کو فتح حاصل ہوتی ہے تو مفتوح قوم کی بدیاں بھی فاتح قوم میں آنی شروع ہوجاتی ہیں جس کا نتیجہ رفتہ رفتہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ چونکہ نبی کا کام لوگوں کو تعلیم دینا اور پاک کرنا ہوتا ہے اور نئے مسلمانوں کو چونکہ براہ راست تعلیم دینے کے مواقع میسّر نہیں تھے اور بشری تقاضوں کے تحت بھی یہ ممکن نہیں تھا اس لئے آپؐ کو استغفار کرنے کا ارشاد ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی اس کمزوری کو ڈھانپ کر نئے آنے والوں کو خود تعلیم دے کر پاک کرے۔

حضورؓ نے فرمایا کہ علم بہت اچھی چیز ہے لیکن بغیر خشیت اور تقویٰ کے علم ایک لعنت ہے اور ایسا علم بعض دفعہ حجاب اکبر ثابت ہوا ہے۔ اس ضمن میں حضورؓ نے عربی سیکھنے کی نصیحت فرمائی کہ جب تک عربی نہ آتی ہو قرآن کریم کے پڑھنے میں لذّت نہیں آسکتی اور نہ اس کے احکام سے واقفیت ہوسکتی ہے۔ دیکھو! مَیں آدمی ہوں اور وہ بھی آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا۔ تم ہی لوگ نئے آنے والوں کے معلّم بنو گے۔ پس اِس وقت تم خود قرآن سیکھو تا آنے والوں کو سکھا سکو۔ ورنہ آنے والے لوگ جن میں خشیت اللہ نہ ہوگی تم سے وہی سلوک کریں گے جو صحابہؓ کے ساتھ اُن لوگوں نے کیا تھا جو بعد میں آئے تھے۔

کتاب میں شامل تیسری تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ تمام مذاہب ایک ہی مذہب کی شاخیں ہیں اور خداتعالیٰ نے تمام اختلافات کو مٹا کر بنی نوع انسان کو ایک ہی مذہب پر اکٹھا کرنے کے لئے آنحضور ﷺ کے ذریعہ اس کی ابتدا کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس کی انتہاء رکھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خداتعالیٰ نے پہلے نبیوں کے کمالات کا جامع کہہ کر محمدؐ کا غلام کہا تا معلوم ہو کہ اگر وہ الگ الگ طور پر پہلے نبی دنیا میں ہوتے تو وہ بھی رسول کریم ﷺ کا غلام ہونے کو فخر سمجھتے۔

الغرض اس کتاب میں سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے مسئلہ نبوّت، جماعت کی عملی حالت میں اصلاح، تاریخی واقعات سے احمدیوں کو سبق سیکھنے اور آئندہ فتنوں سے متنبّہ رہنے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت جیسے اہم موضوعات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ تحصیلِ علم کا شوق رکھنے والوں نیز داعیانِ الی اللہ کے لئے یہ کتاب ازحد دلچسپ اور مفید ہے۔

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

عیسائی راہب بحیرا کی گواہی

آنحضور ﷺ کے بچپن میں عیسائی راہب بحیرا کی آپؐ کے حوالہ سے ایک ایمان افروز گواہی مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی مرتّبہ ایک کتاب سے ماہنامہ ’’تشحیذ الاذہان‘‘ جنوری فروری 2012ء کی زینت بنائی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک قریباً بارہ سال تھی۔ آپؐ کے والدین اور دادا بھی وفات پا چکے تھے اور آپؐ اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ رہتے تھے۔ جب ابوطالب ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہونے لگے تو آپؐ سے یہ جدائی برداشت نہ ہوئی اور آپؐ چچا سے لپٹ کر رونے لگے۔ خود چچا کا دل بھی اداس ہو رہا تھا چنانچہ انہوں نے آپؐ کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔

قریش کا قافلہ جب شام کے جنوب میں واقع گاؤں بصریٰ میں پہنچا تو وہاں کی ایک خانقاہ (صومعہ) کے عیسائی راہب بحیرا کی نظر آپؐ پر پڑی تو اُس نے دیکھا کہ بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا آپؐ پر سایہ کیے ہوئے ہے تا کہ آپؐ کو دھوپ سے بچائے۔ اُس نے کشفاً یہ نظارہ بھی دیکھا کہ آپؐ کو دیکھ کر درخت اور پتھر سجدہ میں گر گئے ہیں۔ اُس کو اندازہ ہوگیا کہ موعود نبی کے بارہ میں سات پشتوں سے سینہ در سینہ جو پیشگوئی ہے کہ وہ قریش میں سے ہوگا، عین ممکن ہے کہ یہی بچہ ہو۔

اُس نے قافلے والوں کو دعوت پر بلایا تا کہ آپؐ کو اچھی طرح دیکھ سکے۔ جب سب لوگ دعوت پر آ گئے تو اُسے وہ بچہ نظر نہ آیا۔ اُس نے پوچھا کہ کیا سب قافلے والے آ گئے ہیں؟ تب اُس کو بتایا گیا کہ ایک بچہ سامان کی حفاظت کرنے والوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا ہے۔ اُس نے اصرار کر کے آپؐ کو بلوایا اور قریب بلوا کر آپؐ سے باتیں کیں، دونوں کندھوں کے درمیان ابھرے ہوئے گوشت ’’مہرِ نبوت‘‘ کو محسوس کیا جو آنے والے نبی کی ایک نشانی تھی۔ جب اُسے یقین ہوگیا کہ آپؐ ہی وہ موعود نبی ہیں تو ابوطالب سے پوچھا کہ اس بچے کا آپ سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب کہنے لگا کہ اس کا باپ زندہ نہیں۔ ابوطالب بولے: ٹھیک ہے یہ میرا بھتیجا ہے۔ تب راہب نے ابوطالب سے کہا کہ آپ اس بچے کو لے کر فوراً واپس چلے جائیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ان نشانیوں سے اس کو پہچان لیں اور کوئی نقصان پہنچائیں۔

...۞...۞...۞...

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ

ماہنامہ ’’تشحیذ الاذہان‘‘ جنوری فروری 2012ء میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ کا مختصر تعارف مکرم فخرالحق شمس صاحب کی حضرت نواب صاحبؓ کے حوالہ سے لکھی جانے والی کتاب سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب یکم جنوری 1870ء کو اپنے والد محترم نواب غلام محمد خان صاحب کی چوتھی بیگم نواب بیگم صاحبہ بنت سردار خان صاحب کے بطن سے پیدا ہوئے۔ چھ سات سال کی عمر میں اُس زمانہ کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارہ ’چیفس کالج انبالہ‘ میں داخل کروائے گئے جہاں رؤسائے پنجاب کے بچے زیر تعلیم ہوتے تھے۔ آپ کے ساتھ ملازم، اتالیق، گھوڑے اور سواری الغرض کافی عملہ بھیجا گیا۔

آپ کا نکاح 14 سال کی عمر میں اپنی خالہ زاد مہرالنساء بیگم صاحبہ سے ہوا۔ 21 سال کی عمر میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں حضرت نواب صاحب نے حتی المقدور کسی قسم کی رسم نہ ہونے دی۔ آپ کو رسوم و بدعات سے سخت نفرت تھی۔

ابتدائی عمر میں آپ نے اپنے استاد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا۔ حضور علیہ السلام کا اُن دنوں کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ بعد میں 1889ء میں آپ نے حضرت اقدسؑ سے خط و کتابت شروع کی اور بعض سوالات کا اطمینان بخش جواب پانے کے بعد بلاتامّل بیعت کا خط لکھ دیا۔ رجسٹر بیعت میں آپ کا نمبر 210 زیر تاریخ 19/نومبر 1890ء درج ہے۔ ابتداء میں آپؓ نے اپنی بیعت کو مخفی رکھا لیکن حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں آپؓ کا اور آپؓ کے خاندان کا ذکر فرما دیا تو اس طرح آپؓ کی بیعت کا اعلان بھی ہوگیا۔ نومبر 1898ء میں آپؓ کی اہلیہ وفات پاگئیں تو حضور علیہ السلام کے مشورہ اور تحریک پر آپؓ نے اپنی اہلیہ مرحومہ کی چھوٹی بہن محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ سے شادی کرلی۔ 1906ء میں آپؓ کی اہلیہ ثانی بھی وفات پاگئیں۔ ان کا جنازہ حضور علیہ السلام نے پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تحت 17/فروری 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ سے ہوگیا۔ اعلانِ نکاح حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے کیا۔ اس حوالہ سے حضرت نواب صاحبؓ اپنی ڈائری میں رقمطراز ہیں: ’’یہ وہ فضل اور احسان، اللہ کا ہے اگر مَیں اپنی پیشانی کو شکر کے سجدے کرتے کرتے گھساؤں تو بھی خدا تعالیٰ کے شکر سے عہدہ برآں نہیں ہوسکتا۔ میرے جیسے نابکار اور اس کے ساتھ یہ نور۔ یہ خدا کا خاص رحم اور فضل ہے۔ اے خدا! اے میرے پیارے مولیٰ! اب تُو نے اپنے مُرسَل کا مجھ کو داماد بنایا ہے اور اس کے لختِ جگر سے میرا تعلق کیا ہے تو مجھ کو بھی نُور بنا دے کہ اس قابل ہوسکوں‘‘۔

حضرت نواب صاحبؓ نے قادیان ہجرت کے بعد شروع میں دارالمسیح کے ساتھ دو کچے کمروں میں رہائش اختیار کی اور پھر قادیان کی آبادی سے باہر کوٹھی ’’دارالسلام‘‘ تعمیر کروائی جس میں باغ بھی لگوایا۔

حضرت نواب صاحبؓ فونوگراف قادیان لائے اور حضور علیہ السلام کی نظم

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے

اور کچھ دیگر نظمیں اور تقریریں نیز غیرممالک میں تبلیغ کے لئے پیغام بھی ریکارڈ کیا گیا۔

حضرت نواب صاحب ایک علم دوست شخصیت تھے۔ آپؓ کا روپیہ ہمیشہ نیک کاموں میں خرچ ہوا۔ آپ کو تعلیم کی عام ترویج کا بہت شوق تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے کئی مرتبہ مالی تعاون کیا اور آپؓ ہی کی عالی ہمّتی سے قادیان میں کالج کا قیام ہوا۔ (حضرت نواب صاحبؓ کی مالی قربانیوں کے حوالہ سے ایک مضمون الفضل انٹرنیشنل 5/جنوری 2007ء کے کالم ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بن چکا ہے۔)

حضرت نواب صاحبؓ کے اخلاق فاضلہ کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ کسی پر اعتراض نہ کرتے، نہ گلہ شکوہ کرتے۔ غیبت نہ کرتے تھے اور نہ سنتے تھے۔ ادب اور حفظِ مراتب کے بے حد پابند تھے اور اکثر اپنی اولاد اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں کہ تہجد کی نماز میں آپؓ دعائیں کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ خدا تعالیٰ کا نُور کمرہ میں نازل ہو رہا ہے۔ بہت گریہ وزاری کرتے۔ تلاوت قرآن مجید کی کثرت کے باعث قریباً تمام قرآنی دعائیں یاد تھیں۔ احادیث کی بھی بہت سی دعائیں یاد تھیں جو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت نواب صاحبؓ نے لمبا عرصہ علیل رہنے کے بعد 10/فروری 1945ء کو بعمر 75 سال وفات پائی۔

...۞...۞...۞...

اصحاب احمد کی مہمان نوازی اور سخاوت

ماہنامہ ’’خالد‘‘ جنوری 2012ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہ کی مہمان نوازی اور سخاوت سے متعلق مکرم ندا ء الظفر صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگرخانہ کو ایک بار بلا کر فرمایا کہ ’’بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں، ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردیوں کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حُسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو‘‘۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد پر مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے یتامیٰ، مساکین اور طلباء کے لئے جماعت میں 2100 روپے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے لکھا کہ ایک سو روپے حضورؓ نے اپنی طرف سے دینے کا وعدہ کیا ہے۔

☆ جناب خان سعداللہ خان صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں کہ 18-1917ء میں مجھے پندرہ یوم بطور مہمان حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ہاں قیام کا موقع ملا۔ رات کا کھانا کھا کر اُن کی بیٹھک میں سوجاتا تھا۔ صبح جب اُٹھتا تو میرے نزدیک میز پر پینے کے لئے پانی کا جگ، وضو کے لئے پانی کا لوٹا اور تولیہ موجود ہوتا جو حضرت میاں صاحب فجر کی نماز کے لئے مسجد جانے سے پہلے رکھ دیا کرتے تھے۔ بچپن کی لاپروائی میں کبھی خیال نہ آیا تھا کہ اتنا خیال کون رکھتا ہے۔ اسی طرح دوپہر کا کھانا ہم اکٹھے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن مہمان خانہ میں پٹھانوں نے مجھے کھانے کے لئے ٹھہرالیا۔ چنانچہ مَیں نے کھانا کھا کر اُن کے ساتھ کافی وقت گفتگو میں مصروف رہا۔ پھر باہر نکلا تو بازار میں کسی نے بتایا کہ میاں صاحب کا ملازم مجھے ڈھونڈ رہا ہے۔ مَیں آپؓ کے گھر پہنچا تو دسترخوان پر کھانا پڑا تھا اور میاں صاحب مع ایک اَور دوست میرے انتظار میں بیٹھے تھے۔ مَیں نے سلام عرض کر کے کہا کہ مَیں نے تو روٹی کھالی ہے۔ آپؓ کے ماتھے پر کسی قسم کے ملال کے آثار نہ تھے، ہنس کر فرمایا کہ اب ہمارے ساتھ بھی شامل ہوجائیں۔ چنانچہ مَیں کھانے میں شامل ہوگیا لیکن بچپن کی لاپروائی کے باعث معذرت تک نہ کرسکا۔

☆ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ہر مہمان کو اپنا رشتہ دار ہی سمجھتے۔ آپؓ شادی سے کچھ ہی عرصہ بعد قادیان آبسے تھے۔ جلسہ سالانہ پر بہت سے مہمان آپؓ کے ہاں ٹھہرتے جن کے لئے آپؓ ساٹھ ستّر بستروں کا انتظام سالہاسال تک کرتے رہے۔ ناشتہ لسّی وغیرہ سے کرواتے۔ کھانا لنگر سے آتا لیکن آپؓ مہمانوں کی ضروریات پتہ کرنے کے لئے بار بار پوچھتے رہتے۔ کوئی بیمار ہوجاتا تو خود نُور ہسپتال لے جاتے اور ڈاکٹر صاحب سے اپنی موجودگی میں نسخہ تجویز کرواتے۔ اگر فرصت نہ ہوتی تو ڈاکٹر کے نام خاص توجہ کے لئے رقعہ لکھ دیتے نیز پرہیزی کھانا اور دودھ وغیرہ کا انتظام گھر میں کرتے۔

☆ حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ نہایت اخفاء کے ساتھ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے آپؓ کی اولاد کو بھی اس کی خبر نہ تھی۔ آپؓ کی وفات پر علم ہوا کہ کئی یتیم لڑکے اور بیوہ عورتیں ہر ماہ اپنی ایک مقررہ تاریخ پر رقم لینے کے لئے آیا کرتے تھے اور آپؓ کا یہ جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ صدقہ و خیرات کے لئے قرض بھی لے لیتے تھے۔

...۞...۞...۞...

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ فروری 2012ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو ربوہ کی یاد میں کہی گئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دن بھر دین کی خدمت ہے اور رات کو آہیں نالے ہیں
یہ نگری عاشق لوگوں کی یاں طَور طریق نرالے ہیں
ہے دل میں جوت محبت کی اور چہرے نُور کے ہالے ہیں
چھوٹی سی اِک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

دن جلسوں کے یاد آتے ہیں دل کا درد بڑھاتے ہیں
یونہی پیدل چلتے چلتے آنسو اُمڈے آتے ہیں
ہم یادوں کے چُنگل میں یاں آتے ہی پھنس جاتے ہیں
سب گلیاں بازار یہاں کے اپنے دیکھے بھالے ہیں
چھوٹی سی اِک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

ہر اِک عاشق قرآں کا ہے مولا کا گرویدہ ہے
بھولا بھالا چہرہ بھی یاں گرم و سرد چشیدہ ہے
سیدھے سادھے ہر بندے میں شیر یہاں خوابیدہ ہے
دل میں اناالحق کا نعرہ یہ مہدیؑ کے گھر والے ہیں
چھوٹی سی اِک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

March 08, 2019 – March 14, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday March 08, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
01:20 Reception in Sydney: Rec. October 18, 2013.
02:30 In His Own Words: 'Star Of The Empress'.
03:05 Spanish Service
03:40 Pushto Muzakarah
04:25 Quran Class: Surah Al Hajj, verses 50 - 65 by Khalifatul-Masih IV (ra). Rec. Feb. 11, 1997.
05:35 Qur'an Sab Se Acha
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 11.
06:55 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
08:30 Masih Hindustan Main
09:15 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East: Recorded on December 18, 2013.
10:00 In His Own Words: 'The Blessings Of Prayer'.
10:35 Islami Mahino ka Ta'aruf
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30 Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
12:00 Tilawat [R]
12:30 Live From Baitul Futuh Mosque
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live From Baitul Futuh Mosque
14:30 Waqf-e-Nau Ijtema: Recorded on May 5, 2012.
15:30 Qur'anic Archaeology
16:30 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
17:40 The Life Of Holy Prophet Muhammad (SAW)
18:00 LIVE Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00 World News
20:15 Tilawat
20:45 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:30 Friday Sermon [R]
23:10 Masih Hindustan Main [R]

Saturday March 09, 2019

00:00 World News
00:30 Tilawat
01:10 Yassarnal Qur'an
01:40 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East 2013
02:30 In His Own Words
02:55 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
04:00 Friday Sermon
05:10 Hazrat Khalifatul-Masih I (ra): the first successor of the Promised Messiah (as).
05:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 15.
07:05 Dowie Documentary
08:05 International Jama'at News
09:00 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
10:10 In His Own Words: 'How To Be Free From Sin'.
10:40 Bachon Ki Dunya: Programme 7.
11:10 Indonesian Service
12:15 Tilawat & Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 Khazain-ul-Mahdi: the book 'Noah's Ark'.
15:40 What Is Bai'at
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 World News
20:30 Huzoor's (aba) Jalsa UK Opening Address: Recorded on July 30, 2010.
21:35 International Jama'at News
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Bachon Ki Dunya [R]

Sunday March 10, 2019

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's (aba) Jalsa UK Opening Address 2010
02:30 In His Own Words
03:10 What Is Bai'at
03:25 Open Forum
04:00 Friday Sermon
05:10 Khazain-ul-Mahdi
05:30 Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 11.
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on March 9, 2019.
08:35 Roots To Branches: Programme no. 4.
09:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Rec. May 8, 2016.
10:00 In His Own Words: 'How To Be Free From Sin'.
10:30 Aao Urdu Seekhain
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 9.
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
14:10 Shotter Shondhane: Recorded on July 31, 2016.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016 [R]
16:15 Aao Urdu Seekhain
16:35 Ghazwat-e-Nabi (SAW)
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:15 Tilawat & Story Time
19:00 Live Beacon Of Truth
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016 [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:35 Ghazwat-e-Nabi (SAW) [R]
22:30 Friday Sermon [R]

Monday March 11, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016
02:30 In His Own Words
03:00 Seekers Of Treasure
03:40 Ghazwat-e-Nabi (SAW)
04:30 Friday Sermon
05:40 Roots To Branches
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 15.
06:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 4, 1998.
08:00 Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
08:20 Malayalam Service: Programme no. 12.
08:50 Reception in Japan: Rec. November 9, 2013.
09:45 In His Own Words
10:25 Swahili Service
11:00 Friday Sermon: Rec. September 28, 2018.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on April 12, 2013.
13:55 Shotter Shondhane: Recorded on July 31, 2016.
15:00 Reception in Nagoya- Japan 2013 [R]
16:00 In His Own Words: 'The Blessings Of Prayer'.
16:30 International Jama'at News
17:20 Al-Tarteel
18:00 World News
18:15 Tilawat: Surah Al-Fat'h verses 1-30.
18:30 Somali Service: Programme no. 5.
19:05 Malayalam Service
19:35 Ashab-e-Ahmad (as): the life of Hazrat Hakeem Karam Daad Khan (ra).
20:00 Reception in Nagoya- Japan 2013 [R]
20:55 In His Own Words
21:20 Khazeena-e-Urdu
21:55 Qur'anic Archaeology
22:35 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:40 Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday March 12, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:30 Reception in Nagoya- Japan 2013
02:30 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:50 Rencontre Avec Les Francophones
04:50 Khazeena-e-Urdu
05:30 Malayalam Service
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 12.
06:55 Liqa Maal Arab: Recorded on June 13, 1996.
09:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Rec. May 8, 2016.
10:00 In His Own Words: 'British Government & Jihad'.
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016 [R]
16:05 In His Own Words [R]
16:40 Beacon Of Truth: Recorded on March 10, 2019.
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:35 Rah-e-Huda: Recorded on March 9, 2019.
20:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016 [R]
21:05 In His Own Words [R]
21:40 Kasre Saleeb [R]
22:25 Liqa Maal Arab [R]

Wednesday March 13, 2019

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2016
02:25 In His Own Words
03:00 Beacon Of Truth
03:50 Liqa Maal Arab
05:15 Servants of Allah: life of Bashir Ahmad Orchard.
06:00 Tilawat & Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 15.
07:00 Question & Answer Session: Rec. Nov. 18, 1995.
08:00 Bachon Ki Dunya: Programme 7.
08:25 In His Own Words
09:00 Huzoor's (aba) Ansar Ijtema UK Concluding Address: Recorded on October 3, 2010.
10:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Huzoor's (aba) Ansar Ijtema UK Address 2010[R]
16:00 Bachon Ki Dunya
16:30 In His Own Words: British Government & Jihad.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:35 French Service: Hadith 12 Forme Du Djihad.
19:20 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
20:00 Huzoor's (aba) Ansar Ijtema UK Concluding Address 2010 [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:35 Na'atiya Mehfil [R]
22:20 Masjid Yadgar Rabwah
22:30 Question And Answer Session [R]
23:25 Roshan Hui Baat

Thursday March 14, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00 Al-Tarteel: Lesson no. 15.
01:30 Huzoor's (aba) Ansar Ijtema UK Address 2010
02:20 In His Own Words
04:00 Question And Answer Session
05:05 Na'atiya Mehfil
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Qur'an
07:00 Quran Class: Surah Al Hajj, verses 50 - 65 by Khalifatul-Masih IV (ra). Rec. February 11, 1997.
08:05 Islamic Jurisprudence
09:00 Reception At Maryam Mosque: Recorded on September 26, 2014.
10:05 In His Own Words: 'Divine Manifestations'.
10:40 Ashab-e-Ahmad (as)
11:10 Japanese Service
11:30 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 8, 2019.
14:05 Islamic Jurisprudence & In His Own Words
15:35 Persian Service:
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Qur'an Sab Se Acha & Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat & Ashab-e-Ahmad (as)[R]
19:00 Open Forum
19:30 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham [R]
20:00 Friday Sermon [R]
21:05 In His Own Words & Qur'an Sab Se Acha
22:10 Quran Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 26 | Friday 8 March 2019 | Issue No. 10

2018ء–2017ء میں اللہ تعالیٰ کے جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے بے انتہا فضلوں اور نصرت و تائید کے عظیم الشان نشانات میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ

گزشتہ ایک سال کے دوران جماعت احمدیہ کا دو نئے ممالک ایسٹ ٹیمور (East Timor) اور جورجیا (Georgia) میں نفوذ۔

اس طرح اب تک دنیا کے 212 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔

اس عرصہ میں دنیا بھر میں 129 ممالک سے 300/اقوام سے تعلق رکھنے والے چھ لاکھ سینتالیس ہزار (647,000) افراد کی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت

دنیا بھر کے مختلف ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے ایمان افروز واقعات

899 نئی جماعتوں کا قیام، 1773 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ، 411 مساجد کا اضافہ، دنیا بھر میں 180 مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کا اضافہ

سویڈش زبان میں قرآن کریم کے نظرِ ثانی شدہ ترجمہ کی اشاعت

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 04/اگست 2018ء بروز ہفتہ (بعد دوپہر کے اجلاس میں)

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں خطاب

(اس خطاب کا متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پہلی بات تو یہ نوٹ کر لیں کہ جب نعرے لگانے ہوں گے اگر ضرورت ہوئی تو سٹیج سے لگیں گے ہر کوئی نعرہ نہ بلند کرے۔ جب یہاں سے نعرہ بلند ہو تب جواب دیں۔)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت جیسا کہ ہمیشہ سے یہ طریق ہے کہ سال کے دوران اللہ تعالیٰ کے جو فضل ہوئے ان کا اظہار کیا جاتا ہے اور رپورٹ پیش کی جاتی ہے وہ مختصراً میں پیش کروں گا۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے 212 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ 34 سال میں 1984ء کے بعد 121 نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔ اور دوران سال دو نئے ممالک ایسٹ تیمور (East Timor) اور جارجیا (Georgia) میں جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔

East Timor جنوب مشرقی ایشیا میں انڈونیشیا کا ہمسایہ ملک ہے جس کو 20/مئی 2002ء کو انڈونیشیا سے باقاعدہ آزادی حاصل ہوئی۔ پہلے یہ ملک 1702ء سے لے کر 1975ء تک پرتگال کی کالونی بھی رہا ہے۔ یہاں اس ریجن میں یہ واحد عیسائی ریاست ہے جہاں 97 فیصد کیتھولک عیسائی آباد ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہوئی ہے۔ انڈونیشیا کے ذریعہ سے یہاں تبلیغ کی گئی اور چھ افراد پر مشتمل ایک خاندان نے وہاں احمدیت قبول کی۔ یہ پہلا پودا ہے یا چند پودے لگے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوتی جائے گی۔

دوسرا ملک جارجیا ہے یہاں مقامی لوگوں کی آبادی تو نہیں لیکن پاکستانی اور ریجن کے ذریعہ سے یہاں جماعت قائم ہوئی ہے۔ مشنری بھی یہاں بھجوا دیا گیا ہے۔ مشن ہاؤس بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے مقامی لوگوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مشنری کے کاموں میں برکت ڈالے۔

ممالک کے حوالے سے یہ میں بات کر دوں۔ بعض دفعہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ گو یو این او کی ممبر شپ تو 195 ممالک کی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی 38 ممالک ایسے ہیں جو independant ہیں یا اپنی اپنی حکومتیں وہاں قائم ہیں اور دنیا میں ان ممالک کو باقاعدہ recognise کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ دنیا میں 195 ممالک ہیں اور جماعت احمدیہ شاید مبالغہ سے کام لیتی ہے، یہ کوئی مبالغہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب چھوٹے چھوٹے ممالک میں بھی جماعت قائم ہو رہی ہے۔

ملک وار جماعتوں کا قیام

اس سال پاکستان کے علاوہ جو دنیا میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ان کی تعداد 899 ہے۔

اور ایک ہزار سات سو تہتر (1773) مقامات پر پہلی دفعہ احمدیت کا پودا لگا ہے۔ مختلف ممالک میں جو جماعتیں قائم ہوئی ہیں آگے اس کی تفصیل ہے۔ 899 وہ ہیں جہاں باقاعدہ جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ اور 1773 ایسے مقامات ہیں جہاں کوئی نہ کوئی احمدی اس جگہ، شہر میں یا قصبہ میں آ گیا ہے اور باقاعدہ جماعت قائم نہیں ہوئی۔ اس کو ساتھ کی جماعت کے ساتھ attach کیا گیا ہے۔

نئے مقامات پر جماعتوں کے نفوذ اور نئی جماعتوں کے قیام میں نائیجر سرفہرست ہے۔ 224 نئی جماعتیں یہاں قائم ہوئیں۔ پھر سیرالیون ہے۔ آئیوری کوسٹ ہے۔ بہت سارے افریقن ممالک ہیں۔

نئی جماعتوں کے قیام کے واقعات

نئی جماعتوں کے قیام کے واقعات میں امیر صاحب گھانا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ دباری (Dabari) گاؤں کے چیف امام اور پانچ دیگر اماموں کو کانفرنس میں مدعو کیا گیا۔ Dabari چیف امام نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلے ہم سمجھتے تھے کہ احمدی کافر ہیں لیکن جب آپ کے مبلغ ہمارے گاؤں آئے اور ہم سے تبلیغ کی اجازت مانگی تو ہم نے کہا سننے میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ ہم نے اجازت دے دی اور جوں جوں یہ مربی صاحب اسلام کی تبلیغ کرتے جا رہے تھے ہمارے دل صاف ہوتے جا رہے تھے۔ ہم نے اس سے پہلے اتنا پیارا پیغام نہیں سنا تھا۔ پس ہم نے احمدیت قبول کر لی۔ اور اب ہمارا ایمان ہے کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے گاؤں کا نام احمدیہ ویلیج رکھا جائے۔

پھر بینن کے لوکوسا ریجن کے معلم لکھتے ہیں کہ ہم ایک گاؤں سیگلے ہوئے (Seaglohoue) میں تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جب گاؤں کے چیف سے ملے اور اس کو آنے کا مقصد بتایا تو کہنے لگا کہ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں۔ تم لوگ کون سا نیا اسلام بتانے کے لئے آئے ہو۔ اس پر انہیں جماعت احمدیہ کا مکمل تعارف کروایا گیا۔ جماعتی پمفلٹس بھی دیے گئے۔ چیف نے پمفلٹس اپنے پاس رکھ لئے اور کہا کہ اچھا آپ اگلے ہفتے آ جائیں۔ گاؤں والوں کو اکٹھا کر دوں گا پھر آپ نے جو بات کرنی ہوئی کر لینا۔ چنانچہ وہاں سے واپس آ گئے۔ لیکن اسی دن رات کو نو بجے کے قریب چیف کا فون آیا کہ میں کل ہی آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگلے روز جب ہم وہاں پہنچے تو چیف نے سارے گاؤں والوں کو اکٹھا کیا ہوا تھا۔ چیف نے بتایا کہ کل جب آپ لوگ یہاں سے گئے تھے تو ساتھ والے گاؤں کا امام مسجد یہاں آیا تھا اور کہنے لگا کہ احمدیوں کی ...باقی صفحہ 19 پر...